(ساتواں شمارہ)

گوہرِ حکمت

انعامی سلسلہ
ترغیبِ مطالعہ پروگرام

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
اور
ان کا مثالی خاندان

فاطمة بضعة مني فمن آذاها فقد آذاني

تالیف: گروہِ مؤلفین

التماس سورۃ الفاتحہ برائے مرحوم ولایت حسین اے وی ڈی

Green Island Women Wing

(A Project of GIT®)

GIWW, G-1, Al-Jannat Valley, Adjacent to M.L Tower, Soldier Bazar No. 1, Karachi.
Contact: 021-32293742, Email: giww@gmail.com, Web: women.greenislandtrust.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گوہرِ حکمت (ساتواں شمارہ)

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور ان کا مثالی خاندان

ناشر: گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	:	گوہرِ حکمت
تألیف	:	حجۃ الاسلام مولانا سید موسیٰ رضا نقوی
		حجۃ الاسلام مولانا قمر علی لیلانی
		حجۃ الاسلام مولانا مصطفیٰ علی وکیل
		حجۃ الاسلام مولانا مجتبیٰ حسن جیوانی
تصحیح وترتیب	:	حجۃ الاسلام مولانا مصطفیٰ علی وکیل
کمپوزنگ	:	مولانا محمد رضا رطنانی
تاریخ اشاعت	:	جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ
پیشکش	:	گرین آئی لینڈ وومین ونگ (GIWW)
ناشر	:	گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

فہرست

	عنوان	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۵
۲	نقش زندگانی	۶
۳	تمہید	۷
۴	شخصیت کا تعارف	۱۰
۵	ازدواج حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا	۱۴
۶	شوہرداری اور گھریلو زندگی	۲۰
۷	حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی اخلاقی خصوصیات	۲۲
۸	حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ایمان وعبادت	۲۹
۹	خانوادۂ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا	۳۰
۱۰	حدیث کساء اور شخصیت حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا	۳۲
۱۱	رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلام کی بقاء کا راز	۳۷
۱۲	فدک کی غم انگیز داستان	۴۱
۱۳	رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد	۴۵
۱۴	حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وصیت	۵۰

پیش لفظ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کتب بینی اور مطالعہ کا شوق قوموں کی ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اقوامِ عالم میں جس انداز سے یہ شوق اپنی جگہ بنا چکا ہے، اس اعتبار سے ہماری قوم کو ابھی بہت محنت کرنا ہے۔ البتہ یہ بات عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ اس سلسلے میں مختلف اداروں نے کام شروع کر دیا ہے۔ ''گوہر حکمت'' کے نام سے ترغیبِ مطالعہ کا یہ سلسلہ بھی ایسی ہی ایک چھوٹی سی کوشش ہے تاکہ قوم میں شوقِ مطالعہ اُجاگر کیا جائے۔

گرین آئی لینڈ وومن ونگ کی خواہش ہے کہ بچوں اور نوجوانوں میں شوقِ مطالعہ کو فروغ دینے کے لئے اپنی سعی وکوشش ضرور کی جائے۔ اس سلسلے میں بطور خاص اس بات کو پیش نظر رکھا گیا کہ حتی المقدور مستند علمی مواد کو ایک مختصر کتابچہ کی صورت میں ایک جگہ اکٹھا کر دیا جائے۔ مطالعہ میں غور طلبی کے عنصر کو باقی رکھنے کے لئے آخر میں کچھ سوالات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ دورانِ مطالعہ ان سوالات کے جوابات کو حاصل کرنے کے لئے توجہ بھی باقی رہے۔

کمسن نوجوانوں کے شوق کو دیکھتے ہوئے آزمائشی طور پر پہلی مرتبہ پانچویں کلاس یا ۱۰ سال کی عمر تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کو اس پروگرام میں شمولیت کا اہل قرار دیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ زیادہ سے زیادہ عمر کی حد ہٹا کر ہر عمر کے مرد و خواتین کو اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

برادران ارجمند قبلہ مولانا مصطفیٰ علی وکیل، مولانا قمر علی لیلانی اور مولانا مجتبیٰ حسن جیوانی صاحبان کا میں نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے نہ صرف اس پراجیکٹ کو مکمل طور پر سنبھالا بلکہ نہایت ہی خوبصورتی اور نفاست کے ساتھ اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

خداوند متعال سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو ناصرانِ امام علیہ السلام میں شامل فرمائے۔

والسلام

غلام رضا روحانی

نقشِ زندگانی

نام	فاطمہ سلام اللہ علیہا
کنیت	ام العلوم، ام الفضائل، ام الحسن علیہ السلام، ام الحسین علیہ السلام، ام السبطین علیہما السلام
القاب	زہرا، طاہرہ، سیدہ، بتول، عذرا، تقیہ، زکیہ، راضیہ، مرضیہ، مبارکہ، ام ابیھا
والد	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
والدہ	ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا
شوہر	امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام
اولاد	۳ فرزند: امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام، حضرت محسن علیہ السلام
	۲ دختر: بی بی زینب سلام اللہ علیہا، بی بی ام کلثوم سلام اللہ علیہا
تاریخ ولادت	۲۰ جمادی الثانی ۵ بعثت
تاریخ تزویج	رجب یا ذی الحجہ ۲ھ
وقت تزویج عمر	۹ سال
تاریخ شہادت	۱۳ یا ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۱ھ یا ۳ جمادی الثانی ۱۱ھ
عمر مبارک	۱۸ سال
مدفن	حجرہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا در مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مدینہ منورہ (مشہور روایت کی بنا پر) یا صحن مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا جنت البقیع

تمہید

ایسی گہری مذہبی اور اخلاقی پستی میں گرے ہوئے ملک میں کہ جیسا اس زمانہ میں عرب تھا، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا جیسی فخرِ مریم کا پیدا ہونا ایک معجزہ تھا، جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کو رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کروانی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ جن کو رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق مطلوب ہے اور جو حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوے کی صداقت کا ثبوت چاہتے ہیں اُنہیں چاہیئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت علیہم السلام کا گہرائی سے مطالعہ کریں۔ تکمیل اسلام اس طرح کی جاتی ہے کہ ان میں سے ایک یعنی قرآن تو اسلام کے اصول بتاتا ہے اور دوسرا یعنی اہلبیت علیہم السلام ان اصولوں پر عمل کر کے ان کو امت کے ذہن نشین کراتا ہے۔ اب دیکھیں اگر کہیں اصولوں میں کجی یا کہیں عمل میں کمی نہیں ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول اللہ ماننے میں اور کیا درکار ہے؟

عرب جیسی فصیح و بلیغ قوم کے سامنے جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا یہ دعویٰ پیش کرتے ہیں کہ یہ قرآن، خداوند تعالےٰ کی طرف سے الہام کی ہوئی کتاب ہے اگر تم کو شک ہے تو اس کی ایک ہی آیت جیسی آیت تم پیش کرو۔ تم کو اجازت ہے کہ دنیا کے تمام فصحاء و بلغاء کی مدد حاصل کرو۔ لیکن تم نہیں لاسکو گے۔ دعوت ذی العشیر ہ کے اعلان کے وقت حضرت علی علیہ السلام کی کیا عمر تھی۔ مشکل سے دس سال کے ہوں گے۔ خداوند تعالیٰ کی طرف سے جو علم غیب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوا تھا اس کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلان کرتے ہیں کہ یہ علی علیہ السلام میرا وزیر و خلیفہ ہے۔ تم اس کی اطاعت کرو۔ ابھی تو جنگِ بدر و اُحد و خیبر بہت دور تھے۔ کس کو سوائے خدا کے معلوم تھا کہ علی علیہ السلام کیسے ہوں گے۔ لیکن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان کر دیا، کہ علی علیہ السلام میں میرے وزیر اور خلیفہ ہونے کی اہلیت ہے۔ اگر اس میں تم کچھ بھی نقص پاؤ تو سمجھ لینا کہ وہ نقص مجھ میں ہے اور میں اپنے دعویٰ میں سچا نہیں۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ابھی کمسنی میں ہی جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لاتی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا ہی ایک ٹکڑا ہے۔ یہ ان چار عورتوں میں سے ایک ہے اور ان سب سے افضل ہے، جو تمام جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی۔ امام حسن علیہ السلام ابھی انگلی پکڑ کر چلتے تھے اور امام حسین علیہ السلام گود میں رہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ جوانان جنت کے سردار ہیں۔ یہ سب

پیشینگوئیاں ہیں، اور نہایت عظیم الشان پیشینگوئیاں ہیں۔ ان کے اوپر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رسالت کی صداقت کا امتحان قائم کردیا۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ یہ لوگ معیار میں پورے نہ اترتے اور ان کے اعمال ان پیشینگوئیوں کی تکذیب کرتے؟ اس وقت ہر ایک شخص حق بجانب ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی صداقت سے انکار کردے۔ لیکن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی بڑی جرأت صرف اُس علمِ غیب کی بناء پر کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان حضرات علیہم السلام کے متعلق خداوند تعالیٰ کی طرف سے القاء کیا گیا تھا، ورنہ کیا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد گمراہ نہیں ہوسکتی تھی؟ قابیل اور پسر نوح علیہ السلام کے قصے سب کو معلوم ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے گیارہ لڑکوں نے وہ کیا جو کیا، ان کے عمل پر تصدیق رسالت کا تو انحصار نہیں ہوسکتا تھا اور پھر یہی نہیں کہ اہلبیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگیاں آرام وچین سے گذری ہوں۔ نمازیں پڑھ لیں، روزے رکھ لیے بس احکام اسلام پورے ہوگئے۔ یہ ایسے شخص کی اولاد تھے جو پیغمبر بھی تھا، اور حاکم بھی۔ انہیں کس چیز کی کمی ہوتی۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ امت ان کو اپنے نبی کی اولاد سمجھ کر سر آنکھوں پر رکھتی۔ ان کی عزت کرتی اور ان کی ہر خواہش کو پورا کرتی۔ لیکن نہیں، ایسا نہیں ہوا۔ ان کو ابتلائے عظیم سے گذرنا پڑا اور یہ پھر بھی ثابت قدم رہے۔ مصیبتوں نے ہر طرح سے اور ہر پہلو سے ان پر حملہ کیا، لیکن ان سے کسی حالت میں لغزش نہیں ہوئی۔ ان کی یہ استقامت صداقتِ رسالتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہترین ثبوت ہے۔ جس سے خداوند تعالےٰ کی حجت اس کے بندوں پر پوری ہوئی۔

جناب فاطمہ علیہا السلام کی صحیح معرفت اور ان کی اعلیٰ صفات وخصائل تا کہ کا صحیح اندازہ اس وقت ہی ہوسکتا ہے کہ جب ہمارے پیش نظر اس زمانے کے عرب کی حالت ہو جناب فاطمہ علیہا السلام کے ماحول کا صحیح اندازہ کرسکیں۔ تاریخ کی ابتداء سے بہت پہلے کا ذکر ہے کہ عرب کے لوگ تجارت وزراعت نہ ہونے کی وجہ سے دوسروں کے مال کو تاخت وتاراج کر کے اپنا گزارہ کرتے تھے۔ اس طرح لوٹ مار اور دوسروں کا مال زبردستی لے لینا ان کی فطرت میں داخل ہوگیا تھا۔ مال تو مال عورتیں بھی یہ اسی طرح دوسرے قبیلوں سے لوٹ مار کر کے لایا کرتے تھے۔ کیونکہ اپنی لڑکیاں تو زندہ زمین میں دفن کردیتے تھے۔ جو لوگ اپنی پھول جیسی اولاد کو اس طرح جنگل میں دفن کر کے چلے آئیں اور پھر خیال بھی نہ کریں کہ ہم نے کیا کیا ان سے نفاستِ جذبات ورفعت تخیلات کی امید رکھنا بے وقوفی میں داخل ہے۔

ایسے وقت میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت اور ۱۸ سالہ زندگی تاریخ انسانیت کے لیے ایک بہترین ومثالی نمونہ ہے۔اہلبیتِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے سب سے پہلی شہیدۂ ظلم جو اس امتحانِ صبر و رضا سے گذر کر بارگاہِ الٰہی میں امت کے جور و ستم کی شکایت کرنے پہنچیں، وہ جناب فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا ہیں۔ہم ان ذات مقدسہ و پارۂ جگرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عائلی زندگی سے متعلق اپنی گفتگو کا آغاز ان کے تعارف کے ساتھ کرتے ہیں۔

شخصیت کا تعارف

معصومۂ عالم جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی عظمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ پروردگار عالم نے آپ سلام اللہ علیہا کو ایسے خصوصیات عنایت فرمائے ہیں جن میں اولین و آخرین میں کوئی آپ سلام اللہ علیہا کا شریک نہیں ہے۔

آپ سلام اللہ علیہا کے والدِ بزرگوار فخرِ موجودات، مختارِ کائنات مرسلِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو آپ سلام اللہ علیہا کے شوہر نامدار مولائے کائنات حضرت علی ابی طالب علیہما السلام ہیں۔ اولاد میں سردارانِ جوانانِ جنت امام حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام ہیں اور دختران میں جناب زینب سلام اللہ علیہا وام کلثوم سلام اللہ علیہا ہیں، جنھیں بجا طور کربلا کی شیر دل خاتون اور شریکۃ الحسین سلام اللہ علیہا کہا جا سکتا ہے۔

ذاتی طور پر مالک کائنات نے آپ سلام اللہ علیہا کی چادر کو محل نزول آیہ تطہیر بنایا تھا تو مباہلہ میں آپ سلام اللہ علیہا کو گواہ صداقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار دیا تھا۔ منزل مودت میں آپ سلام اللہ علیہا کی مودت کو اجر رسالت قرار دیا ہے تو منزل ولادت میں آپ سلام اللہ علیہا کی تخلیق جنت کے سیب سے ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ سلام اللہ علیہا کا عقد بھی عرش اعظم پر ہوا ہے اور جشن عروسی بھی جنت النعیم میں منعقد کیا گیا ہے۔

آپ سلام اللہ علیہا کے بارے میں معتبر نظریہ یہی ہے کہ آپ سلام اللہ علیہا ۲۰ جمادی الثانی ۵ ؁ بعثت میں پیدا ہوئی ہیں اور آپ بیٹیوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکلوتی بیٹی ہیں جس کی مفصل تحقیق علامہ جعفر مرتضیٰ عاملیؒ نے اپنے رسالہ میں کر دی ہے اور اس میں کسی بحث کی گنجائش نہیں چھوڑی ہے۔[۲۱]

والدین

اب اکیسویں صدی کے آغاز میں جو سائنس کی ترقی کا نصف النہار ہے، اس بحث کو طول دینے کی ضرورت نہیں کہ والدین سے وراثت میں شرافت، نجابت، کردار اور ان کے خصائل و صفات بھی اسی طرح ملتے ہیں جس طرح کہ مال و دولت یہی وجہ ہے کہ دنیا کے ہر حصہ میں کسی شخص کے خصائل و کردار معلوم کرنے کے لیے اس کے والدین کی نجابت و شرافت و کردار کو بہت اہمیت دی جاتی رہی ہے۔

جناب فاطمہ علیہا السلام کے والد بزرگوار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عبد اللہ ابن شیبۃ الحمد (عبد المطلب علیہ السلام) ابن عمرو (ہاشم علیہ السلام) ابن مغیرہ (عبد مناف علیہ السلام) ابن زید (قصیٰ) ابن حکیم (کلاب) ابن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن قیس (النضر) بن کنانہ بن خزیمہ بن عامر (مدرکہ) بن الیاس بن عمرو (مضر) بن نزار بن معد بن عدنان ہیں۔

آپ علیہا السلام کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ علیہا السلام بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصیٰ ہیں۔ جناب خدیجہ علیہا السلام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا سے چوتھی پشت میں ملتی ہیں۔ ماں کی طرف سے حضرت خدیجہ علیہا السلام کا شجرۂ نسب یہ ہے۔ خدیجہ علیہا السلام بنت فاطمہ بنت زائدہ بن الاحلم بن ہرم بن رواحہ بن بجر بن عبد معیص بن عامر۔ ماں کی طرف سے بھی حضرت خدیجہ علیہا السلام کی نجابت مسلّم ہے۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام کے والد خویلد قریش کے معزز رئیس تھے۔ بہت صاحب ثروت تھے حضرت خدیجہ علیہا السلام کی ولادت ۵۵۵ء میں ہوئی۔ بچپن ہی سے عفت و بزرگی کے آثار نمایاں تھے۔ اس زمانہ تاریکی میں بھی حضرت خدیجہ کو طاہرہ کا لقب دیا گیا تھا، اور قریش ان کو سیادت و شرافت کے لحاظ سے سیدۃ النساء کہتے تھے۔ چونکہ ان کے والد خویلد ضعیف ہو گئے تھے۔ اس لئے حضرت خدیجہ علیہا السلام اپنے والد کے کاروبار تجارت کی منتظم تھیں اور اسی سلسلہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفات و خصائل سے واقفیت ہو گئی۔[۲۲]

صدیوں کے تجربے کا نچوڑ ہے کہ ”کند ہم جنس با ہم جنس پرواز“۔ یعنی ایک سی ہی عادت و خصائل کے لوگ آپس میں مل کر رہتے ہیں غرضیکہ جناب خدیجہ علیہا السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہم رنگئ خصائل نے یہ مقناطیسی انسیت پیدا کر دی، جس نے جناب خدیجہ علیہا السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کرنے پر مائل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی قبول فرمایا۔ یہ ہم رنگئ خصائل و صفات ہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی اپنی پہلی وحی کے حالات بیان کر رہے تھے کہ جناب خدیجہ علیہا السلام نے کہہ دیا کہ مبارک ہو اور ایمان لے آئیں۔ اسی ہم رنگئ خصائل کا نتیجہ تھا کہ ساری ازدواجی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہایت محبت والفت سے گذری اور کبھی ایک مرتبہ بھی کوئی ناگوار واقعہ نہ پیش آیا۔

صحیح تحقیق کے مطابق نکاح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر ۲۵ سال کی، اور حضرت خدیجہ علیہا السلام کی ۲۸ سال کی تھی۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام کے دورانِ حیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری شادی نہیں کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی موت سے نہایت رنج ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کا ذکر نہایت محبت کے ساتھ کرتے تھے اور جب ان کا خیال آتا تھا رونے لگتے تھے۔ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی کئی اوّلیات و خصوصیات ہیں:

- آپ سلام اللہ علیہا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی سب سے پہلی بیوی ہیں۔
- آپ سلام اللہ علیہا حلقہ اسلام میں سب سے پہلے داخل ہوئیں۔
- سب سے پہلے جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نے اپنی بعثت کا تذکرہ حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا سے کیا۔
- سب سے پہلے حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی تصدیق کی۔
- سب سے پہلی نماز حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا نے جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے ساتھ پڑھی۔
- حضرت علی علیہ السلام کی پرورش کرنے کا اعزاز ان کو حاصل ہوا۔
- آپ سلام اللہ علیہا دنیا کی چار بہترین عورتوں میں سے ایک ہیں۔
- آپ سلام اللہ علیہا جدّہٴ آئمہ علیہم السلام ہیں۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''تمام دنیا کی عورتوں میں چار عورتیں بہترین اور افضل ترین ہیں۔ یعنی خدیجہ سلام اللہ علیہا بنتِ خویلد، فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مریم سلام اللہ علیہا بنت عمران سلام اللہ علیہا اور آسیہ سلام اللہ علیہا بنت مزاحم زوجہ فرعون۔''

حضرت عائشہ کہتی ہیں: ''میں نے کسی عورت پر اتنا رشک وحسد نہیں کیا، جتنا خدیجہ سلام اللہ علیہا پر کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا ان کا ذکرِ خیر اکثر کرتے رہتے تھے اور ہمیشہ ان کو یاد کیا کرتے تھے۔ جب کبھی گھر سے باہر جاتے تھے تو خدیجہ سلام اللہ علیہا کو یاد کرلیا کرتے تھے اور تعریف کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے بہت حمیّت آئی۔ میں نے کہا کہ خدیجہ سلام اللہ علیہا کیا تھی۔ ایک بڑھیا ہی تو تھی۔ خداوند تعالیٰ نے اس کے بدلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتر زوجہ دی۔ وہ بیوہ تھی، خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوبصورت باکرہ عورت دی۔'' اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت غصہ آیا۔ اس قدر کہ غصّہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کے بال کھڑے ہوگئے اور فرمایا: ''نہیں قسم بخدا! اس سے بہتر زوجہ مجھے نہیں ملی۔ وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی کہ جب کوئی بھی ایمان نہ لایا تھا۔ اس نے میرے دعوے کی اس وقت تصدیق کی، جب اور لوگ تکذیب کررہے تھے۔ اس نے

اپنے مال میں مجھے شریک کیا کہ جب سب لوگوں نے مجھے محروم کر دیا تھا۔ خدا نے مجھے اس سے اولاد دی جب کہ میری کسی اور زوجہ سے اولاد نہیں ہوئی۔"

جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا بعثت کے سات سال بعد، اور ہجرت سے پانچ سال قبل فوت ہوئیں۔ ۲۳

ازدواجِ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

انتخاب شریک حیات

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے کوئی کفو نہیں تھا سوائے علی علیہ السلام کے''۔ اور روایت کے مطابق ان کا عقد آسمانوں پر پڑھا گیا جو کہ عین رضا و تسلیم الٰہی ہے۔[1]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مثالی گھرانے کی تشکیل کے لئے میاں اور بیوی دونوں کا ذہنی و فکری لحاظ سے ہم سطح ہونا ضروری ہے۔ علم، تقویٰ اور معنویات میں دونوں کا کمال، کامیابی میں دخیل ہے۔ جب قرآن نے اہل ایمان کے لئے مثال دی تو آسیہ سلام اللہ علیہا بنت مزاحم کا تذکرہ کیا مگر فرعون کے ساتھ زندگی گذارنے والی یہ عظیم خاتون ایک مثالی خاندان کی مثال ہرگز قائم نہیں کر سکی۔

رخصتی

نکاح کے ایک مہینہ بعد یا ۲۹ دن بعد عقیل نے علی علیہ السلام سے کہا کہ تم فاطمہ سلام اللہ علیہا کی رخصتی کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ پس دونوں ام ایمن کے پاس آئے اور ان سے تذکرہ کیا۔ وہ ام سلمہ کے پاس گئیں اور ان کو حضرت علی علیہ السلام کی خواہش سے مطلع کیا اور پھر دیگر ازواج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ذکر کیا۔ وہ سب مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: ''ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں ہم سب ایسے کام کے لیے جمع ہوئی ہیں کہ اگر جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا زندہ ہوتیں تو ان کی آنکھیں اس سے بہت ٹھنڈی ہوتیں۔'' ام سلمہ سلام اللہ علیہا کہتی ہیں: ''جب ہم نے خدیجہ سلام اللہ علیہا کا نام لیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے اور فرمایا خدیجہ سلام اللہ علیہا۔ کہاں ہے خدیجہ سلام اللہ علیہا یا کون ہو سکتا ہے مثل خدیجہ سلام اللہ علیہا کے۔ اس نے میری اس وقت تصدیق کی جب سب میری تکذیب کر رہے تھے۔ اور میرا بوجھ اس نے ہلکا کیا۔ میرے کام میں شریک ہوگئی اور اپنے مال

سے میری مدد کی۔ خداوند تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں خدیجہ کو جنت کی بشارت دوں۔'' ام سلمہ علیہا نے جواب دیا: ''ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں خدیجہ علیہا ایسی ہی تھیں کہ جیسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وہ اب اپنے رب کے پاس چلی گئی ہیں۔ ایک دن خدا ہم کو اور ان کو ایک جگہ جمع کرے گا۔ جس امر کے لیے ہم حاضر ہوئی ہیں وہ یہ ہے کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خواہش ہے کہ فاطمہ علیہا کو ان کے گھر رُخصت کر دیا جائے۔'' آنحضرت نے فرمایا: ''حباً و کرامةً'' اور حضرت علی علیہ السلام کو بلایا۔ وہ حیا و شرم میں ڈوبے ہوئے آئے۔ ازواج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں چلی گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا: ''کیا تم چاہتے ہو کہ فاطمہ علیہا کو تمہارے گھر رخصت کر دیا جائے؟'' حضرت علی علیہ السلام نے سر نیچا کر کے جواب دیا: ''جی حضور!'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ علیہا و زنیب علیہا و دیگر ازواج کا نام لے کر فرمایا کہ ام سلمہ علیہا کے گھر میں فاطمہ علیہا کو دُلہن بناؤ۔ اور وہ مکان جو علی علیہ السلام نے لیا ہے اس کے لیے تیار کرو۔ یہ مکان حضرت علی علیہ السلام نے کرایہ پر لیا تھا۔ یہ مکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان سے کچھ فاصلہ پر تھا، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مکان کو از سرِ نو تعمیر کر کے اس کو اپنے مکان کے ساتھ ملا لیا۔ ازواج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

مناقب ابن شہر آشوب میں ابوبکر بن مردویہ کے حوالہ سے درج ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس موقع پر ہدایا و تحائف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روٹی شوربہ تیار کرایا جائے۔ اور علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ گائے و بکریاں ذبح کریں۔ جب طعام تیار ہو گیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ایک منادی عام کر دی جائے کہ سب لوگوں کی دعوت ہے۔ پس لوگ مسجد میں جمع ہوئے۔ چار ہزار سے زائد مرد تھے اور عورتیں اس کے علاوہ تھیں سب نے سیر ہو کر کھایا، اور پھر بھی اس کھانے میں سے کچھ کم نہ ہوا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی رکابیاں اور پیالے منگوائے اور ان میں کھانا اپنی تمام ازواج کے مکانوں پر بھجوایا۔ ایک رکابی حضرت فاطمہ علیہا اور ان کے شوہر کے لیے رکھ لی۔

جب رات ہوئی جو کہ رُخصتی کی رات تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناقہ یا خچر منگوایا، اس پر قطیفہ ڈلوا دیا اور جناب فاطمہ علیہا کو سوار کیا اور سلمان علیہ السلام سے کہا، کہ سواری کو چلاؤ اور خود مع حمزہ علیہ السلام عقیل علیہ السلام، بنو ہاشم تلوار کھینچے ہوئے پیچھے پیچھے چلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کو حکم دیا گیا کہ جناب فاطمہ علیہا کے آگے

رجز پڑھیں، خدا کی حمد وتکبیر کریں۔لیکن کوئی بات ایسی نہ کہیں اور کریں، جس سے خدا ناخوش ہوتا ہو۔رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ اور میکائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو حضرت علی علیہ السلام کے گھر پہنچانے آئے تھے۔جبرائیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام نے تکبیر کہی، تمام ملائکہ نے تکبیر کہی اور جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نے تکبیر کہی۔اسی رات سے دلہن کے پیچھے تکبیر کہنا سنت قرار پایا۔

علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب میں جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے شب زفاف جلوس رخصتی میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا ان کے آگے تھے، جبرائیل علیہ السلام دائیں طرف تھے، میکائیل علیہ السلام بائیں طرف تھے اور ستر ہزار فرشتے ان کے پیچھے تسبیح وتقدیسِ خدا کر رہے تھے۔یہاں تک کہ صبح ہوئی۔اس جلوس میں ازواج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو رجز پڑھے ان میں سے ایک نقل کرتے ہیں:

(منقول از اعیان الشیعہ)

حضرت اُم سلمہ سلام اللہ علیہا کا رجز

سرن بعون الله جاراتي	واشكرنه في كل حالات
واذكرن ما انعم رب العلى	من كشف مكروه وآفات
فقد هدانا بعد كفروقد	انعشنا ربّ السمٰوات
وسرن مع خير نساء الورىٰ	تفدى بعمات وخالات
يا بنت من فضله ذوالعلىٰ	بالوحي منه والر سالات

ترجمہ:

ہماری سہیلیاں خدا کی مدد سے روانہ ہوں اور شکر کریں خدا کا ہر حال میں۔
اور تذکرہ کرو خدا کے احسان کا جو اس نے مصیبت اور آفات سے بچانے میں کیا ہے۔
البتہ اس نے ہم کو کفر سے نکال کر راہِ راست دکھائی اور اسی آسمانوں کے پروردگار نے ہم کو اعلیٰ مراتب پر پہنچایا۔
ہماری سہیلیاں روانہ ہوں زنانِ عالم میں بہترین کے ساتھ جن پر پھوپھیاں اور خالائیں قربان

ہو رہی ہیں۔

اے اس کی صاحبزادی جس کو خداوند تعالیٰ نے سب پر فضیلت دی تاجِ وحی اور خلعتِ رسالت پہنا کر۔۲۲

اس طرح حضرت علیؑ کے گھر میں یہ جلوس داخل ہوا۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بلایا اور جناب فاطمہؑ کا ہاتھ علیؑ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا: ''بارك الله فی ابنة رسول اللهؐ۔''

دوسری روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کا داہنا ہاتھ اور جناب فاطمہؑ کا داہنا ہاتھ لے کر اپنے سینے پر دونوں کے ہاتھوں کو ملایا اور دونوں کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر حضرت فاطمہ زہراؑ کو حضرت علیؑ کے سپرد کر دیا اور فرمایا یا علی نعم الزوجة زوجتك پھر حضرت فاطمہؑ کی طرف رُخ کر کے فرمایا یا فاطمه نعم البعل بعلك۔ پھر دونوں کے درمیان چلے، اور ان کے گھر میں ان کو داخل کر دیا۔ پھر آپؐ نے پانی منگوایا، اس میں سے ایک جرعہ لیا، مُنہ میں لے کر کلی کی اور کلی کا پانی ایک پیالہ میں ڈالا اور اس میں سے وہ پانی جناب فاطمہؑ کے سر و سینہ اور شانوں پر ڈالا اور حضرت علیؑ کے اوپر بھی اسی طرح پانی ڈالا اور فرمایا: ''خداوندا! ان دونوں کی نسلوں میں برکت دے اور ان دونوں میں برکت نازل کر۔''

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ''خداوندا! یہ دونوں مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں پس تو بھی ان کو دوست رکھ۔ ان کی اولاد میں برکت دے۔ اپنی طرف سے ان کی حفاظت کر اور میں ان دونوں کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں''۔ اور فاطمہؑ کے لیے یہ دعا مانگی: ''خداوند تعالیٰ تجھے پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہے۔'' روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''مرحبا! یہ دو سمندر ہیں کہ موجیں مارتے ہوئے مل رہے ہیں۔ دو ستارے ہیں کہ آپس میں قریب ہو رہے ہیں۔'' ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''خداوندا یہ میری بیٹی مجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیاری ہے اور خداوندا یہ میرا بھائی ہے جو تمام مخلوق سے زیادہ مجھے پیارا ہے۔ خداوندا اس کو اپنا ولی بنا اور اپنی حفاظت میں لے اور اس کی اہل میں اس کو برکت دے۔'' پھر فرمایا: ''اے علیؑ! اپنی زوجہ کے پاس آؤ۔ خداوند تعالیٰ تم پر برکت و رحمت نازل کرے وہ حمید و مجید ہے''۔۲۴

یہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن دونوں کے پاس سے چلے آئے۔ دروازے کے دونوں کواڑوں کو پکڑ کر فرمایا: طهر كما الله وطهر نسلكما انا سلم لمن سالكما وحرب لمن حاربكما استودعكما الله واستخلفه عليكما۔ یعنی خداوند تعالیٰ تم دونوں کو اور تمہاری نسل کو پاک و پاکیزہ رکھے۔ میں صلح و آشتی کرنے والا ہوں اس سے جو تم دونوں سے صلح و آشتی کرے اور میں لڑنے والا ہوں اُس سے جو تم دونوں سے لڑے، میں نے تم دونوں کو اللہ کے سپرد کیا اور اسی کو تمہارا والی ٹھہراتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے دروازہ بند کر دیا۔

جب صبح ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دروازے پر تشریف لائے اور فرمایا: ''اے ام ایمنؓ میرے بھائی کو بلاؤ۔'' اُنھوں نے کہا کہ کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی رہے؟ اب تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لڑکی ان سے بیاہ دی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے ام ایمنؓ ٹھیک ہے۔ وہ میرا بھائی ہی ہے۔'' جب حضرت علی علیہ السلام آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے اوپر پانی ڈالا اور ان کو دعا دی، پھر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بلایا۔ وہ سر جھکائے ہوئے آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تمہارا نکاح اس سے کیا ہے جو میرے کنبہ میں مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔'' پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر بھی پانی ڈالا، اور وہ واپس چلی گئیں۔

بوقتِ نکاح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی کیا عمر تھی؟ اس میں اختلاف ہے جس طرح کہ آپ سلام اللہ علیہا کی تاریخِ ولادت میں اختلاف ہے ہمارے اصحاب کی اکثریت کے نزدیک جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بعثت کے پانچ سال بعد پیدا ہوئیں۔ اس حساب سے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی عمر بوقت نکاح نو یا دس یا گیارہ سال کی تھی۔ کیونکہ تاریخ نکاح میں بھی اختلاف ہے تین روایتیں ہیں۔ ہجرت سے ایک سال بعد، یا دو سال بعد یا تین سال بعد۔

اسی طرح اس نکاح کے دن اور مہینہ میں بھی اختلاف ہے۔ علامہ ابن شہر آشوب مناقب میں لکھتے ہیں کہ یکم ذی الحجہ کو نکاح ہوا اور رخصتی بروز منگل ۲۴ ذی الحجہ کو ہوئی۔ ابو الفرج نے لکھا ہے کہ صفر میں نکاح ہوا، اور آخر شوال میں رخصتی ہوئی۔ ایک روایت ہے کہ نکاح رمضان کے مہینہ میں ہوا اور ذی الحجہ میں رخصتی ہوئی۔

اہلبیت علیہم السلام کے پیروکاروں اور چاہنے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ شادی کا اہتمام کس قدر سادگی سے کیا جانا ممکن ہے اس لئے اس جلوسِ وداع کے استقبال کے لیے جس طرح حضرت علی علیہ السلام نے اپنے گھر کو سجایا تھا وہ بھی ذکر کرنے کے قابل ہے، تمام گھر میں نرم ریت بچھادی اور گھر میں جو چبوترہ تھا، اس پر مینڈھے کی کھال ڈال دی۔ ایک تکیہ جس میں کھجور کے پتے تھے۔ ایک پانی کی مشک، ایک آٹا چھاننے کی چھلنی، ایک پانی پینے کا پیالہ، اور ایک تولیہ کی قسم کا کپڑا۔ بس یہ سارا سامان تھا، جو حضرت علی علیہ السلام نے اپنی دُلہن کے لیے مہیا کیا تھا۔ یہ دنیا اسی قابل ہے کہ اس میں سادگی سے زندگی بسر کی جائے۔

شوہر داری و گھریلو زندگی

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر کئے ہوئے تقسیم کار کے اصول کی بنا پر گھر کے اندر کی ذمہ داری معصومہ عالم سلام اللہ علیہا کی تھی اور گھر کے باہر کی ذمہ داری مولائے کائنات علیہ السلام کی تھی لیکن دونوں کے بارے میں یہ بات مسلمات میں ہے کہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے اور دنیا دار افراد کی طرح نہ اس کو اپنی شان کے خلاف تصور کرتے تھے اور نہ کبھی اس خیال کو قریب آنے دیا کہ جو جس کی ذمہ داری ہے وہ اسے انجام دینا چاہئے مجھے اس میں شرکت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

چنانچہ روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا جب کھانا پکانے کا انتظام کرتی تھیں تو مولائے کائنات آپ کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے دال صاف کردیتے اور اسی طرح جب مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام جہاد کی ذمہ داریوں کی بنا پر میدان جہاد کی طرف چلے جاتے تھے تو گھر سے متعلق باہر کا انتظام بھی صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا خود ہی کیا کرتی تھیں۔

جس صورت حال سے متاثر ہو کر مولائے کائنات علیہ السلام نے خود مشورہ دیا تھا کہ اپنی کمک کے لئے بابا سے کسی خادمہ کا مطالبہ کریں جس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تسبیح کی تعلیم دی جو دنیا میں بھی کام آنے والی تھی اور آخرت میں بھی۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ذکر پروردگار صرف عاقبت بنانے کا سہارا نہیں ہے بلکہ اس سے دنیا کے مسائل بھی حل کئے جاسکتے ہیں اور جو انسان ذکر خدا میں مصروف رہتا ہے اسے پروردگار اس قدر ہمت، طاقت اور حوصلہ بھی دے دیتا ہے کہ اسے کاموں میں تھکن کا احساس بھی نہیں ہوتا ہے یا پھر اپنی طرف سے ایسے فرشتے معین کر دیتا ہے جو اس کے کاموں کو مکمل کر دیا کرتے ہیں اور اس کے کام ناتمام نہیں رہ جاتے ہیں۔

یہی وہ حقیقت ہے جس کے ادراک سے اہل دنیا عاجز ہیں اور صحیح تقدس کے مفہوم کو نہ سمجھنے والے دیندار بھی محروم ہیں کہ ان کا بھی یہی خیال ہے کہ ذکر خدا اور عبادت ترک دنیا کا ذریعہ ہے اس سے دنیا کے کام نہیں لئے جاسکتے ہیں جبکہ اسلام نے بار بار سمجھایا ہے کہ تقویٰ آخرت سے پہلے دنیا کے جملہ اہم

مسائل کا حل ہے۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجاً وَّ یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لاَ یَحْتَسِبُ پروردگار تقویٰ اختیار کرنے والوں کے لئے مصائب سے بچ نکلنے کے راستے بھی بناتا ہے اور ان مقامات سے رزق بھی دیتا ہے جو ان کے تصور میں بھی نہ ہوں۔

ان تمام باتوں کے بعد جب مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کے حالات کو دیکھ کر ایک خادمہ کا انتظام کردیا تو بھی معصومۂ عالم علیہا السلام نے یہ اصول بنالیا کہ ایک دن گھر کا کام خود کرتی تھیں اور فضہ کو آرام کرنے دیتی تھیں اور ایک دن گھر کا کام فضہ کرتی تھیں اور آپ علیہا السلام عبادتِ الٰہی میں وقت گذارتی تھیں۔

دنیا میں کون صاحب حیثیت اس کردار کا تصور کرسکتا ہے کہ صاحب خانہ کام کرے اور نوکر یا غلام آرام کرتا رہے۔ اس کے علاوہ اس روایت کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ ایک دن چھٹی دیدی جائے کہ خادمہ اپنے گھر میں آرام کرے بلکہ روایت کا صاف مفہوم یہ ہے کہ فضہ اسی گھر میں رہ کر آرام کریں اور شہزادی علیہا السلام ہر ایک کے کھانے کا بھی انتظام کریں، شاید یہی وہ فرصت کے لمحات تھے جنھیں فضہ نے علم قرآن پر صرف کردیا تھا اور نتیجہ میں تاریخ اسلام میں پہلی متکلمہ بالقرآن خاتون قرار پاگئی تھیں اور یہ سارا اثر جناب فاطمہ علیہا السلام کے گھر کی روحانی فضاؤں کا تھا جو آج تک ساری امت اسلامیہ کو اور بالخصوص شیعیان فاطمہ علیہا السلام کو آواز دے رہا ہے کہ اگر تم نے اپنے گھر کا ماحول قرآنی بنالیا ہوتا تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ تمھارے بچے علم قرآن سے محروم رہ جاتے جبکہ ہمارے گھر کی کنیزیں بھی اس شرف محروم نہ رہ سکیں۔

معصومۂ عالم علیہا السلام اور مولائے کائنات علیہ السلام کے درمیان باہمی تعاون کے بعد بھی احساس مسئولیت اس منزل پر تھا کہ وقت آخر دونوں حضرات نے ایک دوسرے سے معذرت کی کہ اگر کوئی کوتاہی ہو گئی تو معاف کردیجئے گا۔ جبکہ معصوم کی زندگی میں کسی کوتاہی کا کوئی تصور ہرگز نہیں ہوسکتا ہے تا کہ امت اسلامیہ کو ہوش آجائے اور گھروں کے اندر وہ صورت حال نہ پیدا ہو جو اکثر گھروں میں پائی جاتی ہے کہ امت نے عقیدت و محبت کا دعویٰ کیا ہے۔ سیرت و کردار سے کوئی رابطہ نہیں رکھا ہے۔

صدیقہ طاہرہ علیہا السلام مولائے کائنات علیہ السلام کے ساتھ تقریباً ۹ سال رہیں لیکن اس طویل مدت میں ایک چیز کا بھی سوال نہیں کیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ عورت کا سب سے بڑا شرف یہ ہے کہ اپنے شوہر کو مطالبات کے بوجھ کے نیچے نہ دبائے۔ ۲۵

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی اخلاقی خصوصیات

قربانی اور ایثار کا جذبہ

خاندانی زندگی کی بنیاد ایثار اور عفو درگزر پر ہو تو استوار اور شیریں ہو سکتی ہے ورنہ خود غرضی اور عدم معاونت کے نتیجے میں زندگی کی تلخیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔علی علیہ السلام اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کا گھرانہ وہ گھرانہ ہے جہاں گھر والے ایک دوسرے کے لئے بھی ایثار کرتے نظر آتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی قربانیاں دیتے نظر آتے ہیں۔ جہاں بچوں کی تربیت اسی طرز فکر پر ہو رہی ہے کہ اپنی ذات سے زیادہ دوسروں کو اہمیت دینی چاہیئے۔

ایک دن حضرت علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: ''کیا گھر میں کچھ کھانے کے لئے ہے؟'' بی بی نے فرمایا: آج کے دن ہمارے پاس کھانے کو کچھ موجود نہیں۔امام علیہ السلام نے فرمایا: ''فاطمہ سلام اللہ علیہا! مجھے کیوں نہیں بتایا کہ میں کھانے کا کچھ انتظام کرتا۔'' بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: ''یا علی علیہ السلام مجھے شرم محسوس ہوئی کہ میں آپ علیہ السلام سے اس چیز کی درخواست کروں جسے پورا کرنے کی آپ علیہ السلام میں استطاعت نہ ہو۔''[1]

یہ گھرانہ صرف بھوک و پیاس میں ایثار کے جذبے نہیں رکھتا بلکہ جب اللہ سے سوال کرتے ہیں تب بھی دوسروں کو فوقیت دیتے ہیں۔ایک دن امام حسن علیہ السلام نے اپنی مادر گرامی کو ساری رات عبادت میں بسر کرتے دیکھا۔آپ علیہ السلام ساری رات ماں کی دعاؤں کو کان لگا کر سنتے رہے۔صبح کو مادر گرامی سے سوال کیا: ''مادر گرامی! رات بھر آپ سلام اللہ علیہا کی دعائیں سنتا رہا آپ سلام اللہ علیہا نے دوسروں کے لئے دعائیں کی مگر اپنے لئے کوئی دعا نہیں مانگی۔'' بی بی نے فرمایا: "الجار ثم الدار" پہلے ہمسائے پھر گھر والے۔بی بی کے طرز عمل میں دوسروں کا درد اتنا تھا کہ اپنے لئے دعا کرنے کی فرصت بھی نہیں ملتی ہے۔[2]

محنت و مشقت سے محبت

علی علیہ السلام اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھرانے کا خاصہ یہ تھا کہ انہیں سختیاں جھیلنا اور اللہ کی خاطر مشکلات کو برداشت کرنا عبادت لگتا تھا۔ لہٰذا وہ محنت و مشقت سے محبت اور تن آسانی وسستی و کاہلی سے نفرت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا بی بی زمین پر بیٹھ کر بچے کو دودھ پلا رہی ہیں اور چکی بھی پیس رہی ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا: ''بیٹی دنیا کی تلخیوں اور سختیوں کو آخرت کی شیرینی اور جنت کی سعادت سے خوشگوار بناؤ''۔ شہزادی علیہا السلام نے فرمایا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی نعمتوں پر اس کی ثناء اور اس کے فضل و کرم پر اس کا شکر ہے۔

حضرت علی علیہ السلام بھی گھر سے باہر کی سخت اور تھکا دینے والی زندگی کے باوجود (جس میں یہودی کے باغ کی مزدوری اور جنگوں میں شرکت وغیرہ بھی کرنا ہوتی تھی) گھر کے کام کاج میں جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی مدد کیا کرتے تھے۔ بی بی فرماتی تھیں کہ علی علیہ السلام بچوں کو سنبھالنے، چکی پیسنے میں آپ علیہا السلام کی مدد کیا کرتے تھے۔

علی علیہ السلام اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کی سادہ زندگی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اس گھرانے نے بدترین مالی و مادی حالات میں بھی بہترین روحانی قدروں کا مظاہرہ کیا۔ بھوک و پیاس میں صبر وشکر، بیماری میں روزے، جسمانی تھکاوٹ میں نماز، خدمت گذار کے بدلے تسبیح کا انتخاب کیا۔

توکل ورضاءِ الٰہی

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ کسی نہ کسی چیز یا فرد پر بھروسہ کر کے زندگی کی خوشیوں کو تلاش کرتے ہیں۔ ازدواجی زندگی میں بھی لوگ زندگی کی بنیاد ڈالتے وقت جہیز، مہر، بری، رسم ورواج پر زندگی استوار کرنا چاہتے ہیں اور اکثر زندگیوں میں تلخیاں انہیں مادی سہاروں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ گھرانہ تو انسان کے پاکیزہ جذبات واحساسات کے امتزاج کا نام ہے جو اس بے نیاز ذات کی وابستگی کے بغیر ناممکن ہے۔ اہل بیت علیہم السلام کے گھرانے میں گھر کی بنیاد اللہ پر بھروسہ وایمان میں نظر آتی ہے۔

اہلبیت علیہم السلام کے گھر والے ایک دوسرے کی اس صفت سے بخوبی واقف تھے۔ ان کی آپس کی ہم آہنگی کی وجہ بھی یہی نقطۂ مشترک تھا۔ ''کون کیا پسند کرتا ہے'' کی بجائے ''اللہ کیا پسند کرتا ہے'' ان کی زندگی کا نصب العین تھا۔

ایک مرتبہ جناب زہرا سلام اللہ علیہا بیمار ہوئیں حضرت علی علیہ السلام نے بہت اصرار سے پوچھا کہ کچھ کھانے کو دل چاہتا ہو تو بیان کریں، کسی چیز کی فرمائش کریں۔ جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے جو کبھی مولا علیہ السلام سے فرمائش نہ کیا کرتی تھیں بہت اصرار کے بعد انار کی خواہش کا اظہار کیا۔ زوجہ کی خواہش کی خاطر علی علیہ السلام نے بہت مشکلوں سے ایک انار حاصل کیا۔ مگر راستے میں ایک بھوکا حاجت مند مل گیا۔ علی علیہ السلام نے اپنی عزیز، محبوب، قناعت پسند اور صابرہ زوجہ کی خواہش کو وقتی طور پر نظر انداز کر کے حاجت مند کو آدھا انار دیا جب دیکھا کہ وہ باقی آدھے انار کی بھی رغبت رکھتا ہے تو وہ بھی اس کو بخش دیا اور گھر لوٹ گئے۔ علی علیہ السلام کو یقین تھا کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اس فعل سے زیادہ خوش اور راضی ہوں گی کیونکہ ان کے لئے اپنی خواہش سے زیادہ ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کرنا باعث مسرت ہے لہذا خالی ہاتھ لوٹ گئے۔[۲۹]

علی علیہ السلام کی خواہش تھی کہ اپنی عزیز زوجہ کو خوش کریں۔ یقیناً گھر جاتے وقت بارگاہ ایزدی سے مخاطب ہوئے ہوں گے کہ بار الہا! تیری خاطر، تجھ پر بھروسہ کرتے ہوئے صرف اور صرف تیرے لئے یہ کام انجام دیا ہے تو میری مدد فرما۔ جب گھر پہنچے تو اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے جنتی انار فاطمہ سلام اللہ علیہا کے سامنے رکھے ہوئے تھے۔ بے شک یہ مقام عصمت کا کمال و معجزہ تھا لیکن اس کا سرچشمہ اللہ کی ذات پر بھروسہ کرنا اور اس کی رضا کو طلب کرنا ہے۔

اگر فاطمہ سلام اللہ علیہا و علی علیہ السلام کے گھر میں جنت سے انار آسکتے ہیں تو عام زندگیوں میں برکت و رحمت کیوں نازل نہیں ہوسکتی۔ یقیناً اللہ کی رحمتیں اور برکتیں اسی وقت نازل ہوتی ہیں جب بندہ اس پر بھروسہ کرتا ہے اور اس کی رضا کی خاطر کام کرتا ہے۔ آئیڈیل گھرانہ وہ ہے جہاں میاں بیوی، ایک دوسرے کو یہ جتانے کے بجائے کہ میں یہ چاہتا ہوں یا میں یہ چاہتی ہوں یا میری مرضی یہ ہے، ایک دوسرے کو ''اللہ کیا چاہتا ہے'' جیسے اصول اپنانے کی رغبت دلاتے ہوں۔ مثلاً بیوی اگر صفائی کا خیال نہیں رکھتی ہے اور شوہر کو یہ بات ناپسند ہے تو صفائی کو بعنوان رضاء الٰہی اپنایا جائے۔ جب انسان اللہ کی رضا کی خاطر دوسرے سے کچھ کرانا چاہتا

ہے تو اللہ بھی مدد کرتا ہے۔

اس کے برعکس جب خودغرضی، انا پرستی، مفاد پرستی کی بنیادوں پر زندگی گزاری جا رہی ہو، ہر فریق دوسرے کو نیچا دکھانا چاہتا ہو تو اللہ کی رحمت و مدد کوسوں دور ہو جاتی ہے۔ پھر ہم آہنگی، مفاہمت، معاونت جیسے گھریلو زندگی کے لازم الفاظ، لامعنی رہ جاتے ہیں۔ وہی گھرانہ استوار ہو سکتا ہے جس کی بنیاد اللہ کی خاطر نسل کی بقاء، تکامل انسان، معاشرے میں خودسازی و تقویٰ کا پرچار کرنے پر ہو۔

خلوص

انسان اگر اس بات کو یاد رکھے کہ یہ دنیاوی زندگی ہمیشگی نہیں بلکہ ایک گذرگاہ و امتحان گاہ ہے تو زندگی کے بے شمار تلخ اوقات آسانی سے بسر ہو سکتے ہیں۔ اس آئیڈیل گھرانے نے جو مثالیں قائم کی ہیں وہ زندگی کے ایسے ہی تلخ واقعات سے بہترین طریقے سے نبرد آزما ہونا ہے۔ بیماری اللہ کی آزمائشوں میں سے ایک ذریعہ آزمائش ہے۔ جناب سیدہؑ نے بچوں کی بیماری سے شفایابی پر نذر مانی کہ تین دن تک روزہ رکھیں گے روزہ صرف بی بیؑ نے نہیں بلکہ پورے گھرانے نے رکھا حتیٰ کہ جناب فضہ سیدہؑ کی کنیز نے بھی روزہ رکھا مگر تینوں دن افطار کے وقت سائل کو غذا دے دی اور خود پانی سے افطار کیا جس کا تذکرہ قرآن نے یوں کیا ہے۔ ۲۷

"یہ نذر کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی تلخی ہر طرف پھیلی ہوئی ہے۔ یہ اس (اللہ) کی محبت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں، ہم صرف اللہ کی مرضی کی خاطر تمہیں کھلاتے ہیں ورنہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ۔" (سورہ دہر ۹۔ ۷)

بیماری خود ایک سختی ہے جس سے ازالہ کے شکریے میں اہل بیتؑ نے روزہ رکھا جو خود ایک ریاضت ہے۔ سختی کا سہارا لیا جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ نفس انسان کو پاکیزہ کرنے کے لئے، مضبوط اور مقاوم بنانے کے لئے، ایسی منتوں اور نذروں کا سہارا لینا چاہئے۔ مزید یہ کہ روزے کے بعد ایک دن نہیں بلکہ لگاتار اللہ کی راہ میں اس کی محبت میں بھوکے رہے اور سائل کو عطا کرتے رہے۔

ان آیات میں سب سے خوبصورت حصہ یہ ہے کہ ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔

شکر گذاری کے الفاظ تک کی کوئی توقع اہل بیت علیہم السلام کو اپنی مسلسل بھوک و پیاس کے بدلے میں نہ تھی۔ یہ کمال خلوص ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے اس کا تذکرہ قرآن میں فرمایا ورنہ ظاہری اعتباز سے نہ تو اس غذا کی کوئی مالی حیثیت تھی اور نہ مقدار میں زیادہ تھی۔ روایت کے مطابق کل جَو کی پانچ روٹیاں تھیں جو روزانہ انفاق کی جاتی تھیں۔ ایک دن جناب سلمان فارسی مسجد میں موجود تھے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک سائل آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی ہے جو اس کی حاجت کو پورا کرے؟

سلمان مسجد سے نکل کر باہر گئے، مدینے کے گھروں پر نگاہ ڈالی کہ کس دروازے پر دستک دیں جہاں سے خالی ہاتھ نہ لوٹائے جائیں۔ درِ علی علیہ السلام پر جب نگاہ پڑی تو دل میں خیال آیا یہی وہ واحد گھر ہے جس سے کوئی کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹا۔ عجیب گھرانہ ہے جو ناداری کے باوجود عطا کرنے والا ہے۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے دروازے پر دستک دے کر حاجت بیان کی۔ بی بی سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

سلمان میرے بچے بھوک سے بلبلا کر سو گئے ہیں مگر میں گھر آئی ہوئی نعمت کو ٹھکراؤں گی نہیں۔ اپنی چادر سلمان کو دے کر کہا کہ اس کو گروی رکھ کر حاجت مند کی حاجت کو پورا کردو۔ جناب سلمان نے چادر گروی رکھ کر کچھ خوراک خریدی تو حسنین علیہما السلام کی بھوک و پیاس کا خیال آیا علی علیہ السلام کے دروازے پر خوراک لے کر آئے مگر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے یہ کہہ کر قبول نہ کیا کہ سلمان ہم اللہ کی راہ میں دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتے۔ اس گھرانے نے اللہ کی راہ میں اپنی جان کے نذرانے تک پیش کردیئے۔ [۲۲]

بابرکت گلوبند

جابر بن عبد اللہ انصاری فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم نے نماز عصر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے تھے کہ اچانک ایک آدمی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس شخص کا لباس پرانا اور پھٹا ہوا تھا اور بڑھاپے کی شدت اور ناتوانی کی وجہ سے وہ اپنی جگہ پر کھڑا نہیں ہو پا رہا تھا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور اس کی مزاج پرسی کی۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں ایک بھوکا آدمی ہوں مجھے سیر کیجئے، برہنہ ہوں مجھے لباس عنایت فرمائیے اور خالی ہاتھ ہوں مجھے کچھ عطا کیجئے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سر دست تو میرے پاس کچھ نہیں ہے لیکن میں تمہیں ایک جگہ کا پتا بتا تا ہوں، شاید وہاں تمہاری حاجت پوری ہو جائے۔ جاؤ تم اس شخص کے گھر جاؤ جو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھتا ہے، اور خدا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسے محبوب رکھتے ہیں، جاؤ میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر، شاید وہ تمہیں کچھ عطا کرے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال سے فرمایا: اس ناتواں بوڑھے کی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر تک رہنمائی کرو۔

بلال اس بوڑھے کے ساتھ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر گئے، (درِ دولت پر پہنچ کر) بوڑھے نے عرض کیا میرا اسلام ہو خانوادۂ اہل نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ جو فرشتوں کے نازل ہونے کا مرکز ہے۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے عرض کیا: میں ایک فقیر ہوں، میں آپ سلام اللہ علیہا کے والد کی خدمت میں حاضر ہوا تھا انہوں نے مجھے آپ سلام اللہ علیہا کے پاس بھیجا ہے۔ اے دختر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بھوکا ہوں مجھے سیر کیجئے، برہنہ ہوں لباس پہنایئے، فقیر ہوں کوئی چیز عنایت فرمایئے۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں غذا نام کی کوئی چیز نہ ملی تو انہوں نے ایک بھیڑ کی کھال جو حسنین علیہما السلام کے بچھانے کے کام آتی تھی اس بوڑھے شخص کو دی۔ اس نے کہا یہ کھال میرے کس کام کی؟

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اپنا گردن بند اتارا، جسے ان کے چچا کی لڑکی نے تحفے میں دیا تھا اور اسے دیتے ہوئے فرمایا: اسے بیچ کر اپنے گزارے کا سامان کرلو۔

وہ بوڑھا آدمی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لوٹ آیا اور تمام قصہ بیان کیا، آپ رو دیئے اور فرمایا کہ اس ہار کو فروخت کر ڈالو تا کہ میری بیٹی کی عطا کی برکت سے خدا تمہاری کشائش کر دے۔

حضرت عمار یاسر نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس ہار کو اس بوڑھے سے خریدنے کی اجازت لے کر اس سے پوچھا: اسے کتنے میں فروخت کرو گے؟

اس نے کہا: اس کی قیمت یہ ہے کہ میرے پیٹ کو نان و گوشت سے سیر کر دو، میری تن پوشی کے لئے ایک یمنی چادر دو تا کہ میں نماز پڑھ سکوں اور ایک دینار دو جس کے ذریعے میں اپنے اہل وعیال تک پہنچ جاؤں۔

حضرت عمار نے کہا: میں اس ہار کو بیس دینار، دو سو درہم، ایک یمنی چادر، سواری کے ایک حیوان اور اتنی روٹی اور گوشت کے عوض خرید تا ہوں جو تمہیں سیر کرنے کے لئے کافی ہو۔

اس بوڑھے نے ہار جناب عمار کو فروخت کر دیا اور رقم لے کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لوٹ آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا تم سیر ہو گئے اور تن ڈھانپنے کا سامان ہو گیا؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! عطائے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی برکت سے بے نیاز ہو گیا ہوں۔ خدا اس کے بدلے میں فاطمہ سلام اللہ علیہا پر ایسی چیز عطا فرمائے جو نہ کسی نے دیکھی ہو اور نہ سنی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا: خداوند نے اس دنیا میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ایسی چیز عطا فرمائی ہے کیونکہ اسے مجھ جیسا باپ، علی علیہ السلام جیسا شوہر اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام جیسے فرزند عطا فرمائے ہیں۔ جب عزرائیل فاطمہ سلام اللہ علیہا کی روح قبض کریں گے اور ان سے قبر میں سوال کریں گے کہ آپ سلام اللہ علیہا کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہے؟ تو وہ جواب ددیں گی میرا باپ۔ پوچھیں گے تیرا امام کون ہے؟ تو وہ جواب دیں گی میرا شوہر علی ابن ابی طالب علیہما السلام۔ خدا نے فرشتوں کی ایک جماعت کو مامور کیا ہے کہ وہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد ہمیشہ ان کے والد پر، ان کے شوہر پر اور ان کے فرزندوں پر درود بھیجتے رہیں۔ آگاہ ہو کہ جو کوئی میری وفات کے بعد میری زیارت کرے ایسا ہے جیسے میری حیات میں میری زیارت کو آیا ہو اور جو کوئی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی زیارت کو جائے ایسا ہی ہے جیسے اس نے میری زیارت کی ہو۔

حضرت عمار یاسر نے وہ ہار لیا، اسے خوشبو لگائی اور یمانی کپڑے میں لپیٹ کر اپنے غلام کو دیا اور کہا کہ اسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدمت میں پیش کرو، میں نے تجھے بھی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخش دیا ہے۔ جب وہ غلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گیا تو حضرت نے وہ ہار مع غلام کے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بخش دیا، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے وہ ہار لیا اور اس غلام کو آزاد کر دیا۔

غلام آزادی کا مژدہ پا کر ہنسنے لگا، جب اس سے ہنسنے کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے جواب دیا: اس ہار کی برکت نے مجھے متعجب کیا ہے کیونکہ اس نے بھوکے کو سیر کیا، برہنہ کو لباس پہنایا، فقیر کو غنی کیا، غلام کو آزاد کیا اور پھر وہ اپنے مالک کے پاس لوٹ آیا۔[1]

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا ایمان اور عبادت

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دل کی گہرائیوں اور روح کے اندر اللہ تعالیٰ پر ایمان اتنا نفوذ کر چکا ہے کہ وہ خدا کی عبادت کے لئے خود کو ہر ایک چیز سے مستغنی کر لیتی ہیں۔[1]

امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں: میری والدہ شب جمعہ صبح تک اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتی تھیں اور صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک متواتر رکوع اور سجود بجالاتی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ سلام اللہ علیہا نے مؤمنین کے لئے نام بنام دعا کی لیکن اپنے لئے دعا نہ کی۔ میں نے عرض کیا: اماں جان! آپ سلام اللہ علیہا اپنے لئے دعا کیوں نہیں کرتیں؟ آپ سلام اللہ علیہا نے فرمایا پہلے ہمسائے اور پھر خود۔

امام حسن علیہ السلام فرماتے تھے کہ: فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تمام لوگوں سے زیادہ عبادت کرنے والی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اتنا کھڑی رہتیں کہ ان کے پاؤں ورم کر جاتے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا تمام عالم کی عورتوں میں بہترین عورت ہے، میرے جسم کا ٹکڑا ہے، میری آنکھوں کا نور، آرزوئے قلب اور میری روح رواں ہے، انسان کی شکل میں حور ہے، جب عبادت کے لئے محراب میں کھڑی ہوتی ہے تو اس کا نور آسمان کے فرشتوں کے لئے چمکتا ہے، خداوند عالم فرشتوں سے خطاب کرتا ہے کہ میری کنیز کو دیکھو، میرے سامنے نماز کے لئے کھڑی ہے اور اس کے اعضاء خوف سے لرز رہے ہیں اور میری عبادت میں غرق ہے، اے فرشتو! گواہ رہنا کہ میں نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پیروکاروں کو دوزخ کی آگ سے امان دے دی ہے۔

یقیناً ایسی شخصیت جس کی ولادت مرکز نزول قرآن میں ہوئی ہو، جس نے دامن وحی میں نشو نما پائی ہو، جس کی سماعتیں روز و شب تلاوت قرآن سے آشنا ہوں، جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے باپ کے زیر تربیت رہی ہو کہ کثرت عبادت سے جن کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے، نیز جو علی علیہ السلام جیسے شوہر کے گھر رہی ہو جو اپنے زمانے کے لوگوں میں عابدترین فرد تھے، اسے عبادت کے اسی ممتاز و نمایاں مقام پر ہونا چاہیے تھا اور ایمان کو اس کی روح میں اسی قدر رسوخ حاصل ہونا چاہئے تھا۔

خانوادۂ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا

گھر، گھرانہ، گھر ہستی، گھر والے یہ وہ مفاہیم ہیں جن سے انسان کی شخصیت اور پہچان کا تعلق ہوتا ہے۔ جن پر وہ ظاہر و باطن میں فخر و ناز کرتا ہے، جس سے انسان کی امیدیں و توقعات وابستہ ہوتی ہیں۔ خوشی و سرور کا تعلق ہو یا غم و افسردگی کا، تعلیم و تربیت کا ہو یا عروج و فقدان کا، آرام و سکون کا ہو یا تھکان و کوفت کا سب ہی کچھ گھر و گھرانے سے وابستہ ہیں۔ گویا معاشرے کی ترقی و کمال میں گھرانہ (فیملی) ہی وہ اکائی ہے جو انسانی کمالات و صفات کے پروان چڑھنے کا گہوارہ ہے۔

مرد ہو یا عورت دونوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کا گھر امن کا گہوارہ ہو، بچے مہذب و فرمانبردار ہوں، لوگ ان کے گھر کی مثالیں دیں۔

اسلام گھرانے کو بہت اہمیت دیتا ہے اور اچھے گھرانے کی تشکیل کے لئے اصول و قانون بھی نافذ کرتا ہے۔ اسلام نے گھر ہی کو انسانی تربیت و تزکیہ کا مرکز و مقام قرار دیا ہے۔ دین اسلام ''شادی''، ''بچوں کی پرورش''، ''والدین کا احترام''، ''عورتوں سے اچھا سلوک'' جیسی تمام معاشرتی اقدار پر گھرانے کے استحکام کی خاطر تاکید کرتا ہے۔

موجودہ سرمایہ دارانہ اور خود غرضانہ نظام نے انسانی اخلاق و اقدار کی پرورش کا مرکز گھر کو جانتے ہوئے گھرانے کو توڑنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ لہٰذا آزادی کے نام پر طلاقیں، جنسی بے راہ روی، بچوں کی پرورش سے فرار، یہ وہ ساری چیزیں ہیں جن کی بناء پر آج انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد اللہ کی اس نعمت یعنی فیملی سے یا بالکل محروم ہے یا اس کے ثمرات و فوائد سے محروم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مغربی دنیا کے 40% بچے Broken Families میں پل رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اسلام نے گھرانے کی تشکیل کی تاکید کرنے کے ساتھ کون سے اصول وضوابط بیان کئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ایک مضبوط اور مستحکم گھرانے کی تشکیل ممکن ہو سکے۔ نیز قرآن کریم نے جب آئیڈیل انسان کی صفات بیان کی ہیں تو آئیڈیل گھرانے کو کیونکر بالائے طاق رکھ سکتا ہے۔ یہ کونسا گھر ہے جس کو اسلام نے آئیڈیل بنا کر پیش کیا تا کہ اس کے مطابق مسلمان اپنی خاندانی زندگی تشکیل دیں۔

قرآن جس گھر کو آئیڈیل بنا کر پیش کرتا ہے اس کے بارے میں سورہ احزاب کی ۳۳ ویں آیت میں فرمایا:

''اِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً''

''بے شک اللہ کا ارادہ ہے کہ آپ اہل بیت علیہم السلام سے ہر قسم کے رجس و پلیدی کو دور رکھے اور ایسا پاک رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے''۔ (سورۂ احزاب۔۳۳)

اہل بیت علیہم السلام یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا، امام حسن اور امام حسین علیہما السلام جن کے دروازے پر بعض روایات کی بنا پر ۸ مہینے تک رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت سلام کر کے کہتے تھے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّة اور اس آیت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔[۱۳]

حدیثِ کساء اور شخصیت حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا

حدیث کساء بڑا بابرکت تذکرہ ہے جو حدیث بھی ہے اور بیان واقعہ بھی، باعث برکت بھی ہے اور موجب رحمت بھی، بیان فضائل بھی ہے اور سبب سعادت بھی۔ صاحبان ایمان میں کون سا انسان ہے جو حدیث مبارک کے الفاظ یا مفاہیم سے باخبر نہ ہو، بیماروں کو شفاء دینے والی یہی حدیث ہے، حاجت مندوں کی حاجت پوری کرنے کا ذریعہ یہی حدیث ہے، مشکلات میں گرفتار بے سہارا افراد کو سہارا دینے والی یہی حدیث ہے، جیسا کہ خود اس کے اندر بھی اس حقیقت کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ اس کی تلاوت سے رحمت خدا نازل ہوتی ہے اور ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور محوِ استغفار ہو جاتے ہیں۔ صاحب بصیرت کے سامنے پڑھی جائے تو کشائش حال حاصل ہوتی ہے، صاحب حاجت کے سامنے تلاوت کی جائے تو حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں، اور سیکڑوں سال سے صاحبان ایمان اس کی برکات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور کیوں نہ ہو؟ تذکرہ صاحبان عصمت و طہارت کا ہے، بیان صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کا ہے، واقعہ انوار الٰہی کے اجتماع کا ہے، حیرت و حسرت ساکنانِ عرش کی ہے اور عظمت و فضیلت خیر البشر اور ان کی ذریّت طیّبہ کی ہے، پھر ان خصوصیات کے ہوتے ہوئے برکت و سعادت و رحمت کا نزول نہ ہوگا تو کب ہوگا۔

سند کے اعتبار سے حدیث کساء نہایت درجہ معتبر ہے جس کی سند کو بحرین کے جلیل القدر عالم شیخ عبداللہ البحرانی نے اپنی کتاب عوالم میں نقل کیا ہے اور اسے شیخ جلیل سید ہاشم البحرانی کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا ہے۔ انھوں نے اپنے شیخ الحدیث سید ماجد البحرانیؒ، انھوں نے اپنے شیخ حسن بن زین الدینؒ، انھوں نے اپنے شیخ مقدس اردبیلیؒ، انھوں نے اپنے شیخ علی بن عبد العالی الکرکیؒ، انھوں نے علی بن ہلال الجزائری، انھوں نے احمد بن فہد الحلیؒ، انھوں نے علی بن خازن الحائریؒ، انھوں نے شیخ ضیاء الدین علی بن شہید اوّل، انھوں نے شہید اولؒ، انھوں نے فخر المحققینؒ، انھوں نے اپنے پدر بزرگوار علامہ حلیؒ، انھوں نے اپنے بزرگ ابن نما الحلی، انھوں نے اپنے شیخ محمد بن ادریس الحلیؒ، انھوں نے ابن حمزہ الطّوسیؒ صاحب ثاقب المناقب، انھوں نے علامہ محمد بن شہر آشوبؒ، انھوں نے علامہ طبرسیؒ صاحبِ احتجاج، انھوں نے شیخ جلیل حسن بن محمد بن الحسن الطّوسی، انھوں نے اپنے پدر بزرگوار شیخ الطائفہؒ، انھوں نے اپنے استاد

شیخ مفیدؒ، انھوں نے اپنے شیخ ابن قولویہ القمیؒ، انھوں نے شیخ کلینیؒ، انھوں نے علی بن ابراہیم بن ہاشم، انھوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر البزنطیؒ، انھوں نے قاسم بن یحییٰ الجلا الکوفی، انھوں نے ابوبصیرؒ، انھوں نے ابان بن تغلبؒ، انھوں نے جابر بن یزید اور انھوں نے جابر بن عبد اللہ الانصاریؒ سے نقل کیا ہے کہ میں نے صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کو یہ فرماتے سنا ہے کہ .....

بعض حضرات نے اس سند سے ناواقفیت کی بنا پر روایت کے آغاز میں لفظ '' رُوِیَ عن فاطمة الزهراء '' دیکھ کر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے، اس کا راوی معلوم نہیں ہے اور کسی مجہول صیغہ سے شروع ہونے والی روایت کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا ہے، حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ '' رُوِیَ '' بطور احترام استعمال ہوا ہے ورنہ روایت کی ایک مسلسل سند موجود ہے اور اس سلسلہ میں ایک سے ایک جلیل القدر، مستند اور معتبر عالم کا نام آتا ہے جس کے بعد کسی شک اور شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی ہے۔

حدیث کساء میں معنوی اعتبار سے فضائل آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے گوشے پائے جاتے ہیں کہ انسان ان کی معنویت پر غور کرتا رہے اور وجد کرتا رہے اور کلام معصومہ سلام اللہ علیہا کی بلاغت پر جھومتا رہے۔ اس حدیث میں اہلبیت علیہم السلام کو نبوت کے لئے اہلبیت علیہم السلام اور رسالت کے لئے معدن قرار دیا گیا ہے جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ نبی کے اہلبیت علیہم السلام نہیں ہیں بلکہ نبوت کے گھر والے ہیں، اور پیغام الٰہی ہم کو انہیں کے ذریعے حاصل ہوگا۔ اس حقیقت کے بعض گوشوں کی طرف ابتداء میں اشارہ کیا جا چکا ہے اور بعض کی طرف ذیل میں اشارہ کیا جا رہا ہے۔[۲۰]

باپ اور بیٹی

ہمیں حدیث کساء کے واقعہ میں باپ اور بیٹی کا ایک بہترین تعلق نظر آتا ہے جس میں باپ بیٹی کے گھر تشریف لاتا ہے اور بیٹی کے گھر کو اپنی آرامگاہ قرار دیتا ہے جو اس بات کی نشانی ہے کہ سیّدہ سلام اللہ علیہا کا گھر کائنات کے سکون کا مرکز ہے کہ جہاں کائنات کا سردار بھی آرام کے لئے آتا ہے۔

وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کی راتیں جاگتے ہوئے گزرتی ہوں اور جس کے بارے میں قرآن میں یہ ذکر ہے کہ: قُمِ اللَّيلَ اِلَّا قَلِيلاً (ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات میں عبادت کے لیے کم قیام کیا کریں) وہ

سیّدہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں تشریف لا کر یہ پیغام دیتا ہے کہ بیٹی کس قدر باپ کے لئے سکون کا سبب ہوتی ہے اور یہ واقعہ اس وقت پیش آتا ہے جب سماج میں گمراہی عام ہے کوئی ایک دوسرے پر اعتبار ہی نہیں کرتا اور اپنا پیٹ بھرنے کی فکر میں ایک دوسرے کو نقصان پہنچا رہا ہے۔لڑکی باپ کی لئے باعث ننگ و عار سمجھی جاتی ہے اور صنف نازک کو پیدا ہوتے ہی زندہ در گور کر دیا جاتا ہے۔مگر سیّدہ سلام اللہ علیہا جیسی مثالی بیٹی نے وہ کردار پیش کیا کہ حدیث کساء کی مرکزی شخصیت قرار پائیں۔خود پروردگار ملائکہ کے سامنے سیّدہ سلام اللہ علیہا کی نسبت سے اہلبیت علیہم السلام کا تعارف حدیث کساء میں کرواتا نظر آتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف کرواتا ہے تو اس طرح کرواتا ہے کہ کساء کے نیچے فاطمہ سلام اللہ علیہا کا بابا ہے، جو فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں آرام کے لیے آیا ہے۔

گویا ایک بیٹی کا وہ عظمت و کردار دکھایا جا رہا ہے کہ وہ باپ جو ساری کائنات کے لیے رحمت ہے اس کی لیے سیّدہ سلام اللہ علیہا کی ذات رحمت ہے۔وہ باپ جو ساری کائنات کے لیے سکون کا محور ہے اس کے لیے سیّدہ سلام اللہ علیہا کا گھر سکون اور راحت کا مقام ہے۔اگر بیٹی کو باپ کے لیے رحمت اور سکون قرار دیا گیا ہے تو اس کا بہترین مصداق سیّدہ سلام اللہ علیہا کی ذات ہے، جو ہر بیٹی کے لیے ایک عملی پیکر ہے کہ اگر ہر بیٹی کا کردار سیّدہ سلام اللہ علیہا کی سیرت کے مطابق ہو جائے تو ہر گھر ایک جنت نظر آئے گا۔

دیگر رشتے

ماں کی عظمت و فضیلت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اور پھر ایسی ماں کہ جن کے بیٹے جنت کے جوانواں کے سردار قرار پائیں یقیناً عظمت و بلندی کی معراج ہے کی جس کا اظہار حدیث کساء میں اس طرح سے کیا گیا کہ ان سرداران جوانان جنت کا تعارف بھی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کروایا گیا۔

علی علیہ السلام اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کا گھرانہ وہ گھرانہ ہے جہاں گھر والے ایک دوسرے کے لئے بھی ایثار کرتے نظر آتے ہیں اور کبھی دوسروں کے لئے قربانیاں دیتے نظر آتے ہیں۔

اور پھر بزرگوں کی شفقت کو حدیث کساء سے بہتر کہاں بیان کیا گیا ہوگا کہ یہ گھرانے کا لازمی جزء ہے۔وہ گھر نامکمل اور محروم ہے جس میں بزرگوں کا سایۂ شفقت نہیں ہوتا۔اس آئیڈیل گھرانے میں حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ مرکزی کردار ہے جو مولا علی علیہ السلام کے گھرانے میں ان کے لئے ہمدرد بھائی اور سسر

اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے بہترین اور شفیق باپ اور نواسے، نواسیوں کے لئے مہربان وشفیق نانا کے طور پر موجود ہیں۔ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں حاملِ نبوت ووحی الٰہی ہیں وہاں گھریلو زندگی میں بھی بھرپور کردار ادا کرتے نظر آتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزرگوں کے لئے عملی نمونہ بھی ہیں جو بچوں کی ناز برادری اور محبت میں کسی قسم کی کسر نہیں چھوڑتے۔ یہی وہ رشتے ہیں جو ایک گھرانے کو گرم جوش اور پر مہر بناتے ہیں۔ جن گھروں میں بزرگ نہیں ہوتے یا شفقت و مہربانی سے عاری ہوتے ہیں وہاں انسانوں کی شخصیت میں جھول باقی رہ جاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کے ساتھ کھیل کود میں اس طرح محو ہو جاتے جیسے ان کے ہم عمر ہوں۔ انہیں کندھوں پر بٹھانا، انہیں زندگی کے آداب سکھانا یہ وہ کردار ہے جو معاشرے میں نانا، نانی اور دادا، دادی بہتر ادا کر سکتے ہیں۔ اگر معاشرے کے بزرگ اپنی اس ذمہ داری کو سمجھ لیں تو ان کے بڑھاپے کا وقت بھی اچھا گذر سکتا ہے اور ایک دوسرے کا ہاتھ بھی بٹتا ہے۔

ایک مرتبہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے دیکھا کہ امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کشتی کر رہے تھے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسن علیہ السلام کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں کہ حسین علیہ السلام کو پچھاڑ دو۔ بی بی سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

''بابا حسین علیہ السلام چھوٹا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پچھاڑنے کے لئے کہتے ہیں۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ حسین علیہ السلام کو جبرائیل علیہ السلام ہمت دلا رہے ہیں لہذا میں حسن علیہ السلام کی حوصلہ فزائی کر رہا ہوں''۔[۱]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولا علی علیہ السلام کا رشتہ کئی جوانب سے تھا مگر کیا عظمتِ سیدہ سلام اللہ علیہا ہے کہ حدیث کساء میں ہر ایک کا تعارف فقط حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ذات مبارکہ ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مقام پر فرمایا: ''اے علی علیہ السلام! تم میری امت کے امام ہو اور میرے جانشین ہو کہ مومنین کو بہشت کی طرف لے جاؤ گے اور گویا میں اپنی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ مرکب نور پر سوار بہت سے فرشتوں کے جلو میں میدان حشر میں وارد ہو رہی ہے اور میری امت کی مومن عورتوں کو بہشت کی جانب لے جا رہی ہے۔ پس ہر عورت جو نماز ادا کرے اور روزہ رکھے اور حج بجالائے اور اپنے مال کی زکوۃ ادا کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور میرے بعد علی علیہ السلام کی ولایت کو قبول کرے وہ میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شفاعت سے داخل بہشت ہوگی۔ وہ دنیا کی عورتوں

کی سردار ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کہا :

وقد زوجتك خير اهلى سيداً فى الدّنيا و سيداً فى الآخرة ومن الصالحين

یعنی: اے فاطمہ سلام اللہ علیہا میں نے تیرا نکاح اس سے کیا جو میرے اہل میں سب سے بہتر ہے، جو دین و دنیا میں سردار ہے، اور صالحین میں سے ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسلام کی بقاء کا راز

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد لوگوں کی جانب سے حاکم بن جانے اور ولایت حضرت علی علیہ السلام کے غصب کر لینے کے بعد جو حالات ہوئے، اس میں اسلام کی بقاء اور حق و باطل کے درمیان فرق ڈالنے کے لیے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ایسے اقدامات کیے، تاکہ رہتی دنیا تک جو انسان بھی دنیا میں وجود پائے اور تاریخ کے اوراق کو پلٹ کر پڑھے تو اس کے لیے حق و باطل میں تمیز کرنا آسان ہو جائے اور اسلام کی اصل بھی محفوظ ہو جائے، اس پیغام کو پہنچانے کے لیے مختلف جہات سے کوششیں کی گئیں۔

ایک مرحلہ تو یہ تھا کہ لوگوں کو دعوت حق دی جائے، جس کے لیے حضرت علی علیہ السلام و حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑتے اور رات کے وقت مدینہ کے بزرگوں اور نمایاں شخصیات کے گھر جاتے اور انہیں اپنی مدد کی دعوت دیتے اور انہیں پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصایا اور سفارشات یاد دلاتے۔[10]

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا فرماتیں: اے لوگو! کیا میرے والد نے علی علیہ السلام کو خلافت کے لئے معین نہیں فرمایا تھا؟ کیا ان کی فداکاریوں کو فراموش کر بیٹھے ہو؟ اگر میرے والد کے احکامات کی خلاف ورزی نہ کرو اور علی علیہ السلام کو حکمرانی کے لئے نصب کر دو تو وہ میرے والد کے مقاصد کو جامۂ عمل پہنائیں گے اور بخوبی تمہاری رہنمائی کریں گے۔ لوگو! کیا میرے پدرِ گرامی نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں تم سے رخصت ہو رہا ہوں لیکن دو عظیم چیزیں تمہارے درمیان چھوڑے جا رہا ہوں اگر ان سے تمسک رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب، دوسرے میرے اہلِ بیت علیہم السلام۔ لوگو! کیا یہ مناسب ہے کہ ہمیں تنہا چھوڑ دو اور ہماری مدد سے ہاتھ کھینچ لو؟

حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو اپنی مدد کے لئے دعوت دیتے تھے کہ شاید وہ اپنے کرتوت پر پشیمان ہو جائیں اور خلافت کو اس کے اصلی مرکز کی طرف لوٹا دیں۔

اس طرح بہت تھوڑے سے لوگ ان کی تبلیغ سے متاثر ہوئے اور ان کی مدد کرنے کا وعدہ کیا،

لیکن ان میں سے بھی چند افراد کے سوا کسی نے اپنے وعدے پر عمل نہ کیا اور حکومت کی مخالفت کی جرات نہ کی۔

حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا بغیر شور وغل اور مظاہروں کے خلیفہ سے اپنی مخالفت ظاہر کرتے تھے۔ انہوں نے ملتِ اسلامی کو ایک حد تک بیدار بھی کیا اور اسی طرح مسلمانوں کا ایک گروہ باطنی طور پر ان کا ہم عقیدہ ہوگیا۔ لیکن اس سے زیادہ انہیں کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوا۔

ایک مرحلہ میں حضرت علی علیہ السلام نے فیصلہ کیا کہ وہ حکومت کی بیعت نہیں کریں گے تا کہ اس طرح حضرت ابوبکر کی انتخابی حکومت سے اپنی مخالفت کا اظہار کریں اور عملی طور پر دنیا والوں کو سمجھا دیں کہ جب علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار اور اہلِ خانہ حکومت کی خلافت سے ناراض ہوں تو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ اس خلافت کی بنیاد اسلام کے مزاج کے خلاف ہے۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے بھی حضرت علی علیہ السلام کے اس نظریے کی تائید کی اور فیصلہ کیا کہ اپنے شوہر کو پیش آنے والے ممکنہ حوادث سے ان کا دفاع کریں گی اور عملاً اہلِ دنیا کو بتائیں گی کہ میں دخترِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلافت سے راضی نہیں ہوں۔ اس مقصد کے لئے علی ابن ابی طالب علیہ السلام گھر میں بیٹھ گئے اور جمع قرآن میں مشغول ہو گئے اور یہ طریقہ اختیار کر کے ایک طرح کا منفی مبارزہ شروع کر دیا۔

تاریخ نے ایسے واقعات کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ لوگ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر پر آئے اور اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجبور کرنا چاہتے تھے کہ حکومت کی بیعت کر لی جائے، لیکن ہر موقع پر بی بی سلام اللہ علیہا نے اپنے گھرانے کا مکمل دفاع کیا اور جب کچھ لوگوں نے ان کے دروازے پر آگ اور لکڑیاں لا کر دروازہ جلانے کی کوشش کی تو سیّدہ سلام اللہ علیہا اس وقت دروازہ پر موجود تھیں اور اپنی عصمت وطہارت اور قرابت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام یاد دلانے کے باوجود لوگوں نے نہ صرف دروازہ کو آگ لگائی بلکہ تازیانے سے انہیں زخمی بھی کیا گیا، درودیوار کے درمیان دب جانے کی وجہ سے ان کے شکم میں موجود ان کا بیٹا محسن علیہ السلام بھی شہید ہوگیا۔[11]

آخر کار حضرت علی علیہ السلام کو مسجد میں لے جانے کے لئے گرفتار کر لیا۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا جو حضرت علی علیہ السلام کی جان کو خطرے میں دیکھ رہی تھیں بہادری کے ساتھ آگے بڑھیں اور مضبوطی سے ان کے دامن کو تھام کر کہا: میں تمہیں اپنے شوہر کو لے جانے نہ دوں گی۔

جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام حضرت علی علیہ السلام کو کسی صورت نہیں چھوڑ رہیں تو اس نے ان کے دست نازنین پر اس قدر تازیانے مارے کہ ان کے ہاتھ پر ورم آ گیا۔

جب حضرت زہرا علیہا السلام سنبھلیں تو دیکھا کہ وہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کو مسجد کی طرف لے گئے ہیں اور اب توقف کی گنجائش نہیں، حضرت علی علیہ السلام کی جان کو خطرہ ہے، انہیں بچانا چاہئے۔ لہٰذا خستہ تن اور پہلو شکستہ حالت میں گھر سے باہر نکلیں اور بنی ہاشم کی عورتوں کے ایک گروہ کے ساتھ مسجد کی سمت روانہ ہوئیں۔ وہاں پہنچ کر دیکھا کہ ان لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کو گھیرا ہوا ہے۔ آپ علیہا السلام نے لوگوں کی طرف رخ کیا اور فرمایا: میرے چچازاد کو چھوڑ دو وگرنہ خدا کی قسم میں اپنے گیسو کھول دوں گی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیراہن سر پر رکھ کر دربارِ الٰہی میں نالہ کروں گی اور تم پر نفرین کروں گی۔ پھر رخ کر کے فرمایا: کیا میرے شوہر کو قتل کرنے اور میرے بچوں کو یتیم کرنے کا ارادہ ہے؟ اگر تم لوگوں نے انہیں رہا نہ کیا تو میں اپنے بال پریشان کر لوں گی اور قبر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچ کر خدا کی بارگاہ میں استغاثہ بلند کروں گی۔ یہ کہا اور حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کا ہاتھ تھاما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی سمت روانہ ہوئیں۔ آپ علیہا السلام کا ارادہ تھا کہ ان لوگوں پر نفرین کریں گی اور اپنے جاں گداز نالہ وفغاں سے ظلم کے محلوں کو ڈھا دیں گی۔

حضرت علی علیہ السلام نے جو یہ دیکھا کہ انتہائی خطرناک صورت حال ہو چکی ہے اور حضرت فاطمہ علیہا السلام کسی صورت اپنے ارادے سے نہ رکیں گی تو سلمان فارسیؓ سے فرمایا: دختر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ اور انہیں بددعا سے منع کرو۔

سلمان فارسی حضرت زہرا علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے دختر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: آپ علیہا السلام کے والد دنیا کے لئے رحمت تھے آپ علیہا السلام ان پر نفرین نہ کیجئے۔

فرمایا: اے سلمان! مجھے چھوڑ دو میں ان ظالموں سے اپنا حق لوں گی۔ سلمان نے عرض کیا: اے دختر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے علی علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ آپ علیہا السلام اپنے گھر لوٹ جائیں۔ جب حضرت فاطمہ علیہا السلام کو پتہ چلا کہ یہ حضرت علی علیہ السلام کا حکم ہے تو فرمایا: کیونکہ انہوں نے حکم دیا ہے اس لئے اطاعت کرتی ہوں اور صبر کرتی ہوں۔ ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور گھر لوٹ آئیں۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے جہاد و مبارزے کی مدت اگرچہ کم تھی اور وہ ایک چھوٹے سے علاقے میں انجام پذیر ہوا لیکن بہت سے پہلوؤں سے انتہائی قابل توجہ ہے۔

فدک کی غم انگیز داستان

حکومت نے مسلمانوں کے امور کی باگ ڈور سنبھالتے اور تختِ خلافت پر بیٹھتے ہی فدک کو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے بالجبر لینے کا ارادہ کیا۔ فدک ایک دیہات ہے جو مدینے سے چند فرسخ کے فاصلے پر واقع ہے، اس میں کئی باغ تھے۔ یہ علاقہ قدیم زمانے میں بہت آباد و خوشحال تھا اور یہودیوں کے ہاتھ میں تھا، جب اس کے مالکوں نے جنگ خیبر میں اسلام کی پیشرفت کی طاقت کا مشاہدہ کیا تو انہوں نے ایک شخص کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں صلح کی پیش کش کے ساتھ بھیجا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح کو قبول کیا اور بغیر کسی جنگ کے صلح کی قرار داد پر دستخط ہوئے۔ اسی طرح فدک کی آدھی زمینیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں آئیں اور خالصہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مال ہوئیں۔[11]

اسلامی قوانین کے مطابق ہر ایسی زمین جو بغیر جنگ کئے ہوئے فتح ہو خالصۃً رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مال ہے اور دوسرے مسلمانوں کا اس پر کوئی حق نہیں۔

فدک کی اراضی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار و ملکیت میں آ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکی آمدنی بنی ہاشم اور فقراء و مساکین میں تقسیم کرتے تھے۔ بعد ازاں یہ آیت نازل ہوئی "وَآتِ ذَاالْقُرْبىٰ حَقَّہٗ" "اور قرابت داروں کو حق دے دو"۔ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷۔ آیت ۲۶)

اس آیت کے نزول کے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم الٰہی کے مطابق فدک فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو بخش دیا۔ اس بارے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بکثرت روایات صادر ہوئی ہیں۔ مثال کے طور پر ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ جب آیت "وَآتِ ذَاالْقُرْبىٰ حَقَّہٗ" نازل ہوئی تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا: فدک تمہارا مال ہے۔[12]

عطیہ کہتے ہیں کہ جب آیت "وَآتِ ذَاالْقُرْبىٰ حَقَّہٗ" نازل ہوئی تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بلایا اور فدک انہیں بخش دیا۔[13]

علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں: رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں فدک فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بخش

دیا تھا۔

فدک معمولی اور کم قیمت ملکیت نہ تھی بلکہ آباد اور خوب آمدنی دینے والی املاک تھیں۔ لکھتے ہیں اسکی سالانہ آمدنی تقریباً چوبیس ہزار یا ستر ہزار دینار تھی۔ ١٦

فدک کی املاک کے وسیع اور انتہائی نفع رساں ہونے کے ثبوت کے طور پر دو چیزوں کو پیش کیا جاسکتا ہے۔

پہلی بات یہ کہ جب حضرت زہرا سلام اللہ علیہا فدک کے مطالبے کے لئے آئیں تو خلیفہ نے ان کے جواب میں کہا: فدک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مال نہ تھا بلکہ عموم مسلمین کے مال میں سے ہے، جس کے ذریعے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگجوؤں کو جنگ پر بھیجتے تھے اور اس کی آمدنی کو راہ خدا میں خرچ کرتے تھے۔

دوسری بات یہ کہ بعد کی حکومتوں نے اسے اپنے چاہنے والے لوگوں اور اولاد کے درمیان تقسیم کیا۔

ان دونوں باتوں سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ فدک ایک قیمتی اور بھرپور آمدنی والا علاقہ تھا جس کے متعلق ان لوگوں کا کہنا تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی آمدنی سے لوگوں کو جنگ کے لئے روانہ کرتے تھے اور اسے راہ خدا میں خرچ کرتے تھے۔

اگر فدک معمولی ملکیت ہوتا تو بعد کی حکومتیں اسے اپنے بیٹوں اور اپنے دوسرے باوفا ساتھیوں کے درمیان تقسیم نہ کرتیں۔ ١١

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو فدک کیوں بخشا؟

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے مطالعے سے یہ امر بخوبی معلوم کیا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال و دولت کے شیدائی نہ تھے اور اموال کو جمع اور ذخیرہ کرنے کی کوشش نہیں کرتے تھے، بلکہ اپنے مال کو اپنے ہدف یعنی خدا پرستی کی ترویج کے لئے خرچ کیا کرتے تھے۔ کیا یہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تھے جو حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کی بے حد و حساب دولت کو اسی ہدف اور راستے میں خرچ کر رہے تھے اور خود اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد اور صاحبزادی انتہائی سختی اور تنگی میں زندگی بسر کرتے تھے۔ بسا اوقات تو بھوک کی شدت کی وجہ سے شکم مبارک

پر پتھر باندھنے پڑتے تھے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں میں سے نہ تھے جو اپنے مقام ومنصب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی اولاد کے لئے مال و دولت حاصل کرتے، کیا یہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تھے جنہیں پسند نہ تھا کہ ان کی صاحبزادی اپنے گھر میں ایک اونی پردہ آویزاں کریں اور حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کو چاندی کا دست بند پہنائیں اور خود گردن میں ہار پہنے رکھیں۔

پس یہ بات قابل توجہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دختر عزیز کی داخلی زندگی کے بارے میں اس تمام سخت گیری کے باوجود جو رکھتے تھے۔ کس بناء پر اس قدر بھاری قدر و قیمت رکھنے والی املاک و باغات انہیں بخشے؟

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صادر ہونے والا یہ غیر معمولی عمل بے وجہ نہیں ہوسکتا۔ اس کی وجہ کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند عالم کی جانب سے مامور تھے کہ حضرت علی علیہ السلام کو اپنی خلافت اور جانشینی کے لئے معین کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں یہ بات بھی تھی کہ لوگ آسانی سے ان کی حکومت کو قبول نہ کریں گے اور ان کی خلافت کی راہ میں روڑے اٹکائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ عرب کے بہت سے قبائل حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں بغض کا شکار ہیں۔ کیونکہ علی علیہ السلام مردِ شمشیر و عدالت ہیں اور چند ہی گھرانے ایسے ہوں گے جن کا ایک یا ایک سے زائد فرد زمانہ کفر میں آپ علیہ السلام کے ہاتھوں سے مارا نہ گیا ہو۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقف تھے کہ خلافت اور حکومت چلانے کے لئے مالیات ضروری ہیں اور ان حالات میں مالیات کی فراہمی مشکل و دشوار کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ علی علیہ السلام اگر فقراء و درماندہ لوگوں کی مدد کریں اور معاشرے کی ضروریات پوری کریں تو بڑی حد تک لوگوں کے دل سے ان کے خلاف کدورت زائل ہو جائے گی اور ان کے دل آپ علیہ السلام کی جانب مائل ہو جائیں گے۔

شاید یہی راز تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فدک جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بخش دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درحقیقت اسے مستقبل کے حقیقی خلیفہ کے اختیار میں دے دیا تھا، تاکہ وہ اس کی آمدنی کو فقراء اور مساکین کے درمیان تقسیم کریں تاکہ شاید وہ اپنے پرانے کینے اور کدورتیں بھول کر حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ علی علیہ السلام خلافت کے ابتدائی بحرانی دور میں اس مال سے استفادہ کریں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہدف کی ترقی اور پیشرفت کی راہ میں اسے استعمال کریں۔ اس بناء پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فدک تنہا حضرت فاطمہ علیہا السلام کو نہیں بخشا بلکہ خانۂ ولایت کو تحفہ میں دیا تا کہ اس ذریعے سے خلافت کی اقتصادی مدد ہو۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں فدک جناب زہرا سلام اللہ علیہا کے تصرف اور قبضے میں تھا۔ آپ قُوتِ لا یموت یعنی اپنی ضرورت بھر آمدنی اس میں سے لیتیں اور باقی کو خدا کی راہ میں خرچ کرتیں اور فقراء کے درمیان تقسیم کر دیتیں۔

جب مسلمانوں کی حکومت خلیفۂ اول کے ہاتھ آئی اور وہ تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو انہوں نے فدک کو ضبط کرنے کا فیصلہ کیا، چنانچہ حکم دیا کہ جناب فاطمہ علیہا السلام کے کارکنوں، عمّال اور مزارعین کو فدک سے نکال دیا جائے اور ان کی جگہ دوسرے عمّال نصب کئے جائیں۔ [۱۷]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے والدِ گرامی کی وفات کے بعد چند مہینے سے زیادہ زندہ نہ رہیں اور اسی مختصر مدت میں آپ سلام اللہ علیہا اتنا روئیں کہ آپ کو بکّا ئین (زیادہ رونے والے) میں سے ایک قرار دیا جانے لگا۔ آپ سلام اللہ علیہا کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا گیا۔9

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے رونے کے متعدد عوامل اور سبب تھے۔ سب سے زیادہ جو چیز خاتونِ اسلام کی حساس و غیور روح کو اذیت پہنچا رہی تھی وہ یہ تھی کہ آپ دیکھ رہی تھیں کہ اسلام کی نوخیز ملت حقیقی راستے اور صراطِ مستقیم سے منحرف ہو کر ایسی راہ پر چل نکلی ہے جس کا حتمی انجام مسلمانوں کا افتراق اور بدبختی ہے۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اسلام کی تیز رفتار ترقی کا مشاہدہ کیا تھا۔ لہٰذا انہیں توقع تھی کہ یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا اور ایک مختصر عرصے میں کفر و بت پرستی کا خاتمہ کر دے گا اور ظلم و ستم کی بساط لپیٹ دے گا۔ لیکن خلافت کے اپنے اصل محور سے ہٹنے کے غیر متوقع حادثے کی وجہ سے یک بیک ان کی امیدوں کا محل ریزہ ریزہ ہو گیا۔

ایک دن جنابِ ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس آئیں اور عرض کی: اے دخترِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! شب کیسے بسر کی؟ آپ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: غم و اندوہ میں بسر کی، میرے بابا مجھ سے جدا ہو گئے، میرے شوہر کی خلافت لے لی گئی، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستور کے برخلاف امامت کو ان سے چھین لیا گیا، اس لئے کہ لوگوں کو علی علیہ السلام سے کینہ تھا کیونکہ انہوں نے ان لوگوں کے آباء و اجداد کو بدر و اُحد میں قتل کیا تھا۔1

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک دن فاطمہ سلام اللہ علیہا نے مجھ سے اپنے پدر کا لباس طلب کیا۔ جب میں نے لباس ان کے حوالے کیا تو انہوں نے اسے سونگھا، چوما اور اس قدر گریہ کیا کہ بے حال ہو گئیں۔ یہ دیکھ کر میں نے لباس ان سے چھپا دیا۔1

اذانِ بلال اور بابا کی یاد میں گریہ

روایت ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات پا جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص موذّن بلال نے پھر اذان نہ کہی۔ ایک دن حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے انہیں پیغام بھیجا کہ میری آرزو ہے کہ ایک مرتبہ پھر موذّنِ رسول کی اذان سنوں۔ حضرت بلال نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے حکم کی تعمیل میں اذان شروع کی۔ اور کہا: اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اپنے پدرِ گرامی کا دور یاد آ گیا اور ان کے لئے آنسو ضبط کرنا ممکن نہ رہا۔ بلال کا ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کہنا تھا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی چیخ بلند ہوئی اور آپ سلام اللہ علیہا غش کھا گئیں۔ بلال کو خبر دی گئی کہ مزید اذان نہ کہو فاطمہ سلام اللہ علیہا کو غش آ گیا ہے۔ بلال نے اذان قطع کی۔ جب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ہوش آیا تو آپ سلام اللہ علیہا نے بلال سے فرمایا: اذان کو پورا کرو۔ عرض کیا: بقیہ اذان نہ کہنے کی اجازت دیجئے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ میری اذان سن کر آپ سلام اللہ علیہا کو کوئی صدمہ نہ پہنچے۔[19]

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اپنے والدِ گرامی کے بعد اس قدر گریہ کیا کہ اس عمل سے ان کے ہمسائے تنگ آ کر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: زہرا سلام اللہ علیہا کو ہمارا سلام پہنچایئے اور ہماری طرف سے کہیے کہ یا تو رات کو روئیں اور دن کو آرام کریں یا دن کو روئیں اور رات کو استراحت فرمائیں۔ کیونکہ آپ سلام اللہ علیہا کے رونے نے ہمارا سکون چھین لیا ہے۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ان کے جواب میں فرمایا: میری زندگی کا اختتام ہونے کو ہے اور تمہارے درمیان زیادہ دیر نہ ٹھہروں گی۔

آپ سلام اللہ علیہا دن میں حسنین علیہما السلام کا ہاتھ تھامتیں اور قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ جاتیں، روتیں اور اپنے بیٹوں سے فرماتیں: میرے پیارو! یہ تمہارے جد کی قبر ہے، جو تمہیں اپنے دوش پر سوار کرتے اور تمہیں عزیز رکھتے تھے۔ اس کے بعد شہداء کی قبروں پر بقیع کے قبرستان جاتیں اور صدرِ اسلام کے مجاہدوں کی یاد میں اشک فشانی کرتیں۔ علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے آپ سلام اللہ علیہا کی سہولت کے لئے بقیع میں ایک سائبان بنا دیا تھا جسے بعد میں بیت الحزن کا نام دیا گیا۔[1]

انس کہتا ہے: جب ہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے فارغ ہو کر گھر واپس لوٹے تو فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: اے انس! تمہارا دل کیسے مانا کہ تم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن پر مٹی ڈالو۔[28]

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا بسترِ علالت پر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: قنفذ کی ان ضربات کے اثر سے جو اس نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے جسمِ نازنین پر لگائی تھیں آپ سلام اللہ علیہا کا بچہ سقط ہو گیا اور آپ سلام اللہ علیہا اس وجہ سے مسلسل بیمار اور کمزور ہو گئیں۔ یہاں تک کہ آپ سلام اللہ علیہا بالکل بستر سے لگ گئیں۔ حضرت علی علیہ السلام اور جناب اسماء بنتِ عمیس آپ سلام اللہ علیہا کی تیمارداری کیا کرتے تھے۔[1]

ایک دن انصار اور مہاجرین کی عورتوں کی ایک جماعت آپ سلام اللہ علیہا کی مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے دخترِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ سلام اللہ علیہا کیسی ہیں؟ آپ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: قسم خدا کی میں تمہاری دنیا سے کوئی انسیت نہیں رکھتی، تمہارے مردوں سے دل گیر ہوں، ان کا امتحان کرنے کے بعد میں نے انہیں دور پھینک دیا ہے اور ان کے ہاتھوں سے ملولِ خاطر ہوں۔ ان کے کمزور عقیدے، متزلزل رائے اور سستی و بے حالی پر تُف ہو۔ ان لوگوں نے کیسا بُرا کام کیا ہے، خدا کے غضب کے حقدار ہوئے ہیں، وہ دوزخ کے دائمی عذاب میں رہیں گے، میں نے خلافت اور فدک کو ان پر چھوڑ دیا ہے، لیکن ان کے دامن پر ننگ و ذلت کا دھبہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ ان ظالموں پر ذلت و خواری ہو، وائے ہو ان کے حال پر، کس طرح ان لوگوں نے علی علیہ السلام کے ہاتھ سے خلافت چھینی۔ خدا کی قسم! علی علیہ السلام کو ایک طرف کر دینے کی وجہ، اس کے سوا کچھ نہیں کہ انہیں راہِ خدا میں اُن کی دلاوری، سخت حملے اور ننگی تلوار نا گوار تھی۔

خدا کی قسم اگر خلافت علی علیہ السلام کے ہاتھ سے نہ لی ہوتی تو وہ ان کی زمامِ کار اپنے ہاتھ میں لیتے اور سعادت و خوش بختی کی جانب نہایت خوش اسلوبی سے ان کی ہدایت کرتے۔ بہت جلد پرہیز گار، ریاست طلب سے اور جھوٹ بولنے والا سچ بولنے والے سے علیحدہ پہچان لیا جاتا، بہت جلد ظالم اپنے اعمال کی سزا پا لیتا۔ ان لوگوں کا کام انتہائی تعجب آور ہے، ان لوگوں نے ایسا کیوں کیا؟ کس تکیہ گاہ پر تکیہ کیا ہے؟ کون سی رسی سے تمسک کیا ہے؟ کس خاندان کے خلاف اقدام کیا ہے؟ علی علیہ السلام کی جگہ کس کا انتخاب کیا ہے؟ خدا کی قسم! لائق کی جگہ نالائق کو قرار دیا ہے۔ گمان کرتے ہیں کہ انہوں نے اچھا کام کیا ہے، حالانکہ انہوں نے غیر معقول کام انجام دیا ہے۔ وہ خود بھی نہیں جانتے کہ انہوں نے اصلاح کی جگہ فساد اور فتنے کو ایجاد کیا ہے۔

آیا وہ شخص جو لوگوں کو ہدایت کی طرف لے جائے رہبری کے لئے بہتر ہے یا وہ شخص جو ہدایت کے لئے دوسروں کا محتاج ہو؟ تم کس طرح فیصلہ کرتے ہو؟ خدا کی قسم ان کے کردار اور آئندہ آنے والے حالات کا نتیجہ بعد میں ظاہر ہوگا۔۔۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ نتیجہ سوائے تازہ خون اور مہلک زہر کے کچھ اور نہیں۔ اس وقت ظلم کرنے والوں کا نقصان میں ہونا ظاہر ہو جائے گا۔

اب تم ناگوار حوادث، کاٹنے والی تلواروں، دائمی بدنظمی اور استبداد کا انتظار کرو۔ تمہارے بیت المال کو غارت کر دیں گے اور تمہارے منافع کو اپنی جیب میں ڈالیں گے۔ افسوس ہو تمہاری حالت پر، اس طرح کیوں ہو گئے ہو؟ تمہیں علم نہیں کہ کس خطرناک راستے پر چل پڑے ہو؟ معاملات کے نتائج سے ناواقف ہو؟ کیا ہم تم کو ہدایت پر مجبور کر سکتے ہیں جب کہ تم اس طرف جانے کو پسند نہیں کرتے۔ !!

بنتِ رسول حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا غم

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی نقاہت اور کمزوری کی وجہ صرف ان کی بیماری ہی نہ تھی بلکہ فکروں اور بہت زیادہ غم وغصہ نے ان کے ذہن اور اعصاب پر دباؤ ڈالا تھا۔ جب بھی آپ سلام اللہ علیہا اپنے چھوٹے سے کمرے میں بچھے چمڑے پر گھاس سے پرُ تکیے پر سر رکھ کر لیٹتیں تو مختلف قسم کی سوچیں آپ پر حملہ آور ہو جاتیں۔ آہ! کس طرح لوگوں نے میرے باپ کی وصیت سے چشم پوشی کی اور میرے شوہر کی خلافت کو نظر انداز کر دیا؟ اس عمل کے آثارِ بد اور خطرناک نتائج قیامت تک باقی رہیں گے۔ ایسی خلافت جو قوم پر طاقت اور حیلہ بازی کے ذریعے مسلط کی جائے اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کی عظمت اور اسلام کی پیشرفت وترقی کی وجہ عالمِ اسلام کا اتحاد اور اتفاق تھا۔ آہ! کتنا بڑا سرمایہ اور طاقت ان سے چھن گئی ہے؟ انہوں نے اپنے اندر اختلافات کو پیدا کر لیا ہے، اسلام کی واحد اور مقتدر قوت کو متفرق و پراگندہ قدرت میں تبدیل کر لیا ہے۔ عالمِ اسلام کو ناتوانی، ضعف اور افتراق کی راہ پر ڈال دیا ہے۔

آہ! کیا میں وہی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزیز بیٹی، فاطمہ سلام اللہ علیہا نہیں ہوں، جو اب بسترِ علالت پر پڑی ہوئی ہے اور اسی امت کے ضربات کے درد و کرب سے نالہ کر رہی ہوں اور اپنی موت کو دیکھ رہی ہوں؟ پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ تمام سفارشیں کہاں گئیں؟ خدایا! علی علیہ السلام، اس بہادری اور شجاعت کے باوجود کہ جو اِن میں

دیکھتی ہوں، ایسے حالات کا شکار اور مجبور ہو گئے ہیں کہ اسلام کے مصالح کی حفاظت کے لئے ہاتھ پر ہاتھ رکھے اپنے جائز حق کے جانے پر سکوت اختیار کیے بیٹھے ہیں؟ آہ! میری موت نزدیک ہے اور میں جوانی کے عالم میں اس دنیا سے جا رہی ہوں اور دنیا کے غم و غصے سے نجات حاصل کر رہی ہوں لیکن اپنے یتیم بچوں کا کیا کروں؟ حسن علیہ السلام، حسین علیہ السلام، زینب سلام اللہ علیہا اور ام کلثوم سلام اللہ علیہا یتیم ہو جائیں گے، آہ! کن کن مصائب کا میرے ان جگر گوشوں کو سامنا ہوگا، میں نے بارہا اپنے پدر سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے: تیرے حسن علیہ السلام کو زہر دیں گے اور حسین علیہ السلام کو تلوار سے قتل کریں گے، میں ابھی سے اس کی علامتیں دیکھ رہی ہوں۔

کبھی ننھے حسین علیہ السلام کو گود میں لے کر ان کی گردن کا بوسہ لیتیں اور ان کے مصائب پر آنسو بہاتیں اور کبھی حسن علیہ السلام کو سینے سے لگاتیں ان کے معصوم لبوں کا بوسہ لیتیں اور کبھی زینب سلام اللہ علیہا وام کلثوم سلام اللہ علیہا پر پڑنے والے مصائب کو یاد کرتیں اور ان کے لئے گریہ کرتیں۔

جی ہاں! اس قسم کے پریشان کُن افکار حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کو تکلیف اور رنج دیتے تھے اور آپ سلام اللہ علیہا دن بدن کمزور اور لاغر ہوتی جا رہی تھیں۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا وفات کے وقت رو رہی تھیں، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: آپ سلام اللہ علیہا کیوں رو رہی ہیں؟ جواب دیا: مستقبل میں آپ علیہ السلام پر پڑنے والے آلام و مصائب پر رو رہی ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: آپ سلام اللہ علیہا نہ روئیں، قسم خدا کی اس قسم کی باتیں میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔[۱]

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وصیت

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی بیماری تقریباً چالیس دن رہی۔ ہر روز آپ سلام اللہ علیہا کی حالت بگڑ رہی تھی اور آپ سلام اللہ علیہا کی بیماری میں شدت آ رہی تھی۔ آپ سلام اللہ علیہا نے ایک دن حضرت علی علیہ السلام سے کہا: اے ابن عم! میں اپنے اندر موت کے آثار اور علامتیں دیکھ رہی ہوں، مجھے گمان ہے کہ میں عنقریب اپنے والد سے جاملوں گی، میں آپ کو وصیت کرنا چاہتی ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بستر کے قریب آ بیٹھے، کمرے کو خالی کرا دیا اور فرمایا: اے دختر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو کچھ آپ کا دل چاہتا ہے وصیت کیجئے کہ میں آپ سلام اللہ علیہا کی وصیت پر عمل کرونگا، آپ سلام اللہ علیہا کی وصیت کی انجام دہی کو اپنے ذاتی کاموں پر مقدم رکھوں گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے افسردہ چہرے اور حلقے پڑی ہوئی آنکھوں پر نگاہ کی اور رو دیئے، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے پلٹ کر اپنی ان آنکھوں سے اپنے مہربان شوہر کے غمناک اور پژمردہ چہرے کو دیکھا اور کہا: اے ابن عم! میں نے آپ سلام اللہ علیہا کے گھر میں آج تک جھوٹ نہیں بولا، کسی خیانت کی مرتکب نہیں ہوئی، اور نہ کبھی آپ علیہ السلام کے احکام و فرامین کی خلاف ورزی کی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی معرفت میں آپ سلام اللہ علیہا کا مقام اور آپ سلام اللہ علیہا کا تقویٰ اتنا عالی ہے کہ آپ سلام اللہ علیہا کے بارے میں اس کا احتمال تک نہیں دیا جا سکتا۔ خدا کی قسم آپ سلام اللہ علیہا کی جدائی اور فراق مجھ پر بہت گراں ہے لیکن کیا کریں کہ موت حتمی ہے، خدا کی قسم! آپ سلام اللہ علیہا نے میرے مصائب تازہ کر دیئے ہیں، آپ سلام اللہ علیہا کی بے وقت موت میرے لئے ایک دردناک حادثہ ہے۔ "انّا للہ و انّا الیہ راجعون" یہ مصیبت کتنی ناگوار اور دردناک ہے؟ خدا کی قسم! اس ہلاک کر دینے والی مصیبت کو میں کبھی فراموش نہیں کروں گا اور کوئی چیز میرے لئے تسلی بخش نہیں ہو سکتی، اس وقت دونوں بزرگوار کافی دیر روتے رہے۔[1]

جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے اس مختصر مکالمے میں اپنی عائلی زندگی کے دستور العمل کا مختصر جملوں میں خلاصہ کر دیا۔ اپنے مقام صداقت، پاکدامنی اور شوہر کی اطاعت کو اپنے ہمسر سے بیان کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے بھی اپنی عزیز ہمسر کی زحمتوں، علمی مقام، پرہیزگاری، صداقت اور راستی کی قدر افزائی کی اور ان کے لئے اپنے دل میں موجود مہر و محبت کا اظہار کیا۔ اس مقام پر ان دو محبت کرنے والے رفیقوں اور اسلام کے

مثالی میاں بیوی کے جذبات و احساسات قابو میں نہ رہے اور اپنے آنسوؤں کو ضبط نہ کر سکے۔ بہت دیر تک دونوں روتے رہے اور اپنی مختصر عائلی زندگی جو خلوص و محبت، ارادت و صداقت، پاکدامنی اور ایثار کی ایک دنیا تھی کو یاد کر کے اشک بہاتے رہے۔ اور ایک دوسرے کی طاقت فرسا مشقتوں، فداکاریوں اور مشکلات کو یاد کر کے نالہ کرتے رہے۔ شاید اپنے آنسوؤں کے ذریعے اپنے وجود میں بھڑکنے والی آگ کو، جو نزدیک تھا کہ ان کے بدن کو جلا ڈالے، بجھا رہے ہوں۔

جب ان کے آنسو تھمے حضرت علی علیہ السلام نے اپنی شریک حیات کے سر کو زانو پر رکھا اور فرمایا: اے دختر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو چاہے وصیت کیجئے اور مطمئن رہیں کہ آپ سلام اللہ علیہا کی وصیتوں کی خلاف ورزی نہ کروں گا۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے مندرجہ ذیل وصیتیں کیں۔

- اے میرے ابن عم! مرد بغیر عورت کے زندگی بسر نہیں کر سکتے آپ علیہ السلام بھی شادی کرنے پر مجبور ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ علیہ السلام میرے بعد میری بہن کی بیٹی امامہ سے شادی کیجئے گا، کیونکہ وہ میرے بچوں پر مہربان ہے۔[2]
- میرے بچے یتیم ہو جائیں گے، ان کے ساتھ نرمی سے پیش آیئے گا، ان کو سخت لہجہ سے نہ پکاریئے گا، ان کی دلجوئی کے لئے ایک رات ان کے پاس اور ایک رات اپنی بیوی کے پاس رہئے گا۔[1]
- میرے لئے ایسا تابوت تیار کیجئے گا کہ جنازہ اٹھاتے وقت میرا بدن ظاہر نہ ہو، اس کی شکل ایسی اور ایسی ہے۔[1]
- مجھے رات کو غسل و کفن دینے کے بعد سپرد خاک کیجئے گا اور ان لوگوں کو میری نماز پڑھنے کی اور میری تشیع جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ دیجئے گا جنہوں نے میرا حق غصب کیا ہے اور مجھے اذیت و آزار پہنچائی ہے۔
- پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں میں سے ہر ایک کو بارہ اوقیہ گندم دیجئے گا۔
- بنی ہاشم کی ہر ایک عورت کو بھی بارہ اوقیہ دیجئے گا۔
- میری بہن کی بیٹی امامہ کو بھی کچھ دیجئے گا۔[3]

ایک روایت میں وفات کے بعد درج ذیل تحریری وصیت نامہ بھی دستیاب ہوا۔

ذی الحسنی، ساقیہ، دلال، غراف، رقمہ، ہثیم اور ام ابراہیم نامی سات باغات میرے بعد علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے اختیار میں ہونگے۔ ان کے بعد میرے بیٹے حسن علیہ السلام کے، حسن علیہ السلام کے بعد حسین علیہ السلام کے اختیار میں ہونگے اور حسین علیہ السلام کے بعد ان کے فرزندِ ارشد کے اختیار میں۔

لکھنے والے: علی علیہ السلام گواہ مقداد اور زبیر۔[۳]

ابن عباس نے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی یہ تحریری وصیت بھی برآمد ہوئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصیت نامہ ہے۔ میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہوں، اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں۔ بہشت و دوزخ حق ہیں، قیامت بے شک واقع ہوگی۔ خدا مردوں کو زندہ کرے گا۔ اے علی علیہ السلام! خدا نے مجھے آپ علیہ السلام کی شریک حیات قرار دیا تا کہ ہم دنیا اور آخرت میں اکٹھے رہیں۔ میرا اختیار آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں ہے۔ اے علی علیہ السلام! مجھے رات کو غسل و کفن دیجئے گا اور حنوط کیجئے گا اور دفن کیجئے گا اور کسی کو خبر نہ کیجئے گا۔ اب میں آپ علیہ السلام سے وداع ہوتی ہوں۔ میرا اسلام قیامت تک پیدا ہونے والی میری اولاد کو پہنچا دیجیے گا۔''[۱]

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اپنی زندگی کے آخری لمحات میں

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی بیماری نے شدت اختیار کرلی۔ اور آپ سلام اللہ علیہا کی حالت نازک ہوگئی۔ حضرت علی علیہ السلام ضروری کاموں کے علاوہ آپ سے جدا نہ ہوتے تھے۔ جناب اسماء بنت عمیس آپ سلام اللہ علیہا کی تیمارداری کیا کرتی تھیں۔ امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام اور جناب زینب سلام اللہ علیہا وجناب ام کلثوم جو آپ سلام اللہ علیہا کی یہ حالت دیکھ رہے تھے، آپ سلام اللہ علیہا سے بہت کم جدا ہوتے تھے۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا کبھی مرض کی شدت سے بے ہوش ہو جاتیں، کبھی آنکھیں کھولتیں اور اپنے بچوں کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتیں۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے احتضار کے وقت اپنی آنکھیں کھولیں، ایک نگاہ اپنے چاروں طرف ڈالی اور فرمایا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا جِبْرَائِیْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ'' اے میرے اللہ! مجھے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محشور فرما۔ خدایا! مجھے اپنی بہشت اور اپنے جوار میں سکونت

عنایت فرما۔اس کے بعد حاضرین سے فرمایا: اب خدا کے فرشتے اور جبرائیل موجود ہیں، میرے بابا بھی حاضر ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں کہ میرے پاس جلدی آؤ کہ یہاں تمہارے لئے بہتر ہے۔[۳۱]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: فاطمہ سلام اللہ علیہا نے مجھ سے اپنی وفات کی رات کہا: اے ابن عم! ابھی ابھی جبرائیل مجھے سلام کرنے کے لئے حاضر ہوئے اور کہہ رہے ہیں کہ خدا آپ سلام اللہ علیہا کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ عنقریب آپ سلام اللہ علیہا بہشت میں اپنے والد سے ملاقات کریں گی۔اس کے بعد فرمایا: وَعَلَیْکُمُ السَّلاَمُ۔اس کے بعد مجھ سے فرمایا: اے ابن عم! اب میکائیل نازل ہوئے ہیں اور اللہ کی طرف سے پیغام لائے ہیں۔اس کے بعد فرمایا: وَعَلَیْکُمُ السَّلاَمُ۔ پھر آپ سلام اللہ علیہا نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: ابن عم! خدا کی قسم! عزرائیل ہیں اور میری روح قبض کرنے کے لئے آئے ہیں۔اس کے بعد عزرائیل سے فرمایا: میری روح قبض کرو لیکن نرمی سے۔

آپ سلام اللہ علیہا نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں فرمایا: خدایا! تیری طرف آ رہی ہوں، آگ کی طرف نہیں۔آپ سلام اللہ علیہا نے یہ کلمات فرمائے اور اپنی آنکھوں کو بند کرلیا اور ہاتھ پاؤں دراز کر کے اپنی جان، جان آفرین کے سپرد کردی۔

اسماء بنت عمیس نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شہادت کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے: جب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شہادت کا واقعہ قریب ہوا تو آپ سلام اللہ علیہا نے مجھ سے فرمایا: میرے والد کی وفات کے وقت جبرائیل کچھ کافور لے کر آئے تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا، ایک حصہ اپنے لیے رکھا، ایک حصہ حضرت علی علیہ السلام کے لیے اور ایک حصہ مجھے دیا تھا، میں نے اسے فلاں جگہ رکھا ہے۔اب مجھے اس کی ضرورت ہے، اسے لے آؤ۔ جناب اسماء وہ کافور لے آئیں۔آپ سلام اللہ علیہا نے غسل کیا، وضو کیا اور اسماء سے فرمایا: میرے نماز کے کپڑے لے آؤ اور خوشبو بھی ساتھ لانا۔

اسماء نے لباس حاضر کیا۔آپ سلام اللہ علیہا نے وہ لباس زیب تن کیا، خوشبو لگائی اور اپنے بستر پر قبلہ رخ ہوکر لیٹ گئیں اور اسماء سے فرمایا: میں آرام کر رہی ہوں، تھوڑی دیر بعد مجھے آواز دینا، اگر میں نے جواب نہ دیا تو سمجھ لینا کہ میں دنیا سے رخصت ہوگئی ہوں، فوراً علی علیہ السلام کو مطلع کرنا۔

اسماء کہتی ہیں کہ میں نے تھوڑی دیر صبر کیا اور پھر میں حجرے کے دروازے پر آئی ،

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو آواز دی لیکن جواب نہ سنا، پھر جب میں نے آپ سلام اللہ علیہا کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا آپ سلام اللہ علیہا دنیا سے گزر چکی ہیں۔ میں آپ سلام اللہ علیہا کے جنازے پر گر کر اسے بوسہ دینے لگی اور رونے لگی۔ اچانک حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام دروازے سے داخل ہوئے اور اپنی والدہ کی حالت پوچھی اور کہا: یہ وقت تو ہماری ماں کے سونے کا نہیں ہے، میں نے عرض کی: اے میرے عزیزوں! تمہاری ماں دنیا سے رخصت ہوگئی ہیں۔

حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ماں کے جنازے پر گر گئے، اسے بوسہ دیتے اور روتے جاتے۔ حسن علیہ السلام کہتے تھے: اماں جان مجھ سے بات کیجئے، حسین علیہ السلام کہتے تھے: اماں جان میں آپ سلام اللہ علیہا کا حسین علیہ السلام ہوں، قبل اسکے کہ میری روح پرواز کر جائے مجھ سے بات کیجئے۔ جناب زہرا سلام اللہ علیہا کے یتیم مسجد کی طرف دوڑے تاکہ اپنے والد کو ماں کی موت کی خبر دیں۔ جب جناب زہرا سلام اللہ علیہا کی موت کی خبر حضرت علی علیہ السلام کو ملی تو آپ علیہ السلام شدت غم واندوہ سے بے تاب ہوگئے اور فرمایا: اے دختر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ سلام اللہ علیہا کا وجود میرے لئے تسلی بخش تھا، اب آپ سلام اللہ علیہا کے بعد کس سے سکون حاصل کروں گا۔[۱]

تَمَّتْ بِالْخَیْر

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْن

حوالہ جات

۱۔ بحارالانوار
۲۔ مناقب ابن شہر آشوب
۳۔ دلائل الامامۃ
۴۔ ریاحین الشریعہ
۵۔ الکامل فی التاریخ
۶۔ صحیح بخاری
۷۔ صحیح مسلم
۸۔ ارشاد شیخ مفید
۹۔ طبقات ابن سعد
۱۰۔ الامامۃ والسیاسۃ
۱۱۔ شرح ابن ابی الحدید
۱۲۔ روضۃ الکافی
۱۳۔ کشف الغمّۃ
۱۴۔ درِّ منثور
۱۵۔ غایۃ المرام
۱۶۔ سفینۃ البحار
۱۷۔ تفسیرِ نور الثقلین
۱۸۔ اسلام کی مثالی خاتون
۱۹۔ بیت الاحزان
۲۰۔ نقوشِ عصمت
۲۱۔ صحیفہ زہرا سلام اللہ علیہا
۲۲۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا (مرزا سلطان دہلوی)
۲۳۔ الاستیعاب
۲۴۔ اعیان الشیعہ
۲۵۔ تفسیر عیاشی
۲۶۔ عوالم العلوم
۲۷۔ تفسیر نمونہ
۲۸۔ اسد الغابہ

al-furat | Travel & Tours

Tel : (+92 21) 322 422 46-47-48 Email : info@alfurat.net

Ali Abbas Khoja 0321-2309868

Anis Raza 0321-2309878

SHABAN GROUPS

Celeberate the birth of Imam Ali a.s in Makkah

GROUP

13 RAJAB IN MAKKAH

COST : PKR,110,000

DEP : 5th MAY

DAYS : 12 DAYS

ROUTE : UMRAH

Celeberate the birth of Imam Hussain a.s And Hazrat Abbas In Karbala

GROUP

3,4 SHABAN IN KARBALA

COST : PKR,104,000

DEP : 30 MAY

DAYS : 12 DAYS

ROUTE : ONLY IRAQ Emirates

SPECIAL

Celeberate the birth of Imam Hussain a.s And Hazrat Abbas In Karbala and Imam e Zamana a.j.t.f In Mashad

GROUP

3,4 SHABAN IN KARBALA

COST : PKR,120,000

DEP : 30 MAY

DAYS : 22 DAYS

ROUTE : IRAQ IRAN Emirates

SPECIAL

Celeberate the birth of Imam e Zamana a.j.t.f In Karbala

GROUP

15 SHABAN IN KARBALA

COST : PKR,140,000

DEP : 09 JUN

DAYS : 22 DAYS

ROUTE : IRAQ IRAN Emirates

Celeberate the birth of Imam e Zamana a.j.t.f In Karbala

GROUP

15 SHABAN IN KARBALA

COST : USD,15,00

DEP : 09 JUN

DAYS : 14 DAYS

ROUTE : IRAQ only Emirates

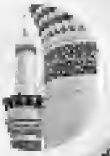

Celeberate the birth of Imam e Zamana a.j.t.f In Karbala

GROUP

15 SHABAN IN KARBALA

COST : PKR,120,000

DEP : 09 JUN

DAYS : 14 DAYS

ROUTE : ONLY IRAQ Emirates

قواعد وضوابط

۱۔ اس کتابچہ میں موجود سوالنامہ کے جوابات اسی کتابچہ سے وصول کیے جائیں گے۔

۲۔ شرعاً صرف وہی افراد اس مقابلہ میں حصہ لینے کے اہل ہیں جو خود مطالعہ کر کے جواب نامہ پُر کریں۔

۳۔ ترغیب مطالعہ پروگرام میں شمولیت کی اہلیت:

الف) کم از کم کلاس پنجم کے طلبہ وطالبات۔ لیکن وہ بچے بھی اس پروگرام میں شامل ہو سکتے ہیں جو اس سال کلاس چہارم کے امتحانات میں شرکت کر رہے ہیں۔

ب) کم از کم دس سال عمر کے لڑکے اور لڑکیاں۔

۴۔ جواب کے نشان ایک سے زائد ہونے کی صورت میں جواب غلط شمار کیا جائے گا۔

۵۔ پہلا انعام: Android Tablets (مرد وخواتین دونوں کے لئے)

100% نمبر حاصل کرنے والے مرد وخواتین کے درمیان مزید چار چار خصوصی انعامات تقسیم کئے جائیں گے۔ ایک سے زائد افراد کے 100% صحیح جوابات ہونے کی صورت میں تمام انعامات قرعہ اندازی کے ذریعے دیئے جائیں گے۔

اس کے علاوہ 75% تک صحیح جواب دینے والے تمام شرکاء میں بھی عمومی انعامات بھی تقسیم کیے جائیں گے۔

۶۔ **پاکستان سے باہر جو افراد مقابلے میں شرکت کرنا چاہیں ان کے لیے جواب نامہ جمع کروانے کی فیس (2$) مقرر کی گئی ہے جو متعلقہ نمائندے کو جمع کروائی جا سکتی ہے۔ اور کراچی سے باہر افراد کے لیے فیس (۱۰۰) روپے مقرر ہے جو جوابنامہ کے ساتھ جمع کروانا لازمی ہوگی۔**

۷۔ کتابچہ ۱۲ اپریل ۲۰۱۴ء سے ۲۱ اپریل ۲۰۱۴ء تک ان سینٹرز سے حاصل اور جواب نامہ ۲۱ اپریل ۲۰۱۴ء سے ۲۸ اپریل ۲۰۱۴ء تک انہیں سینٹرز پر جمع کروایا جا سکتا ہے:

الف) GIYF (صبح ۱۰ سے رات ۱۰ روزانہ سوائے اتوار)

ب) GIWW (صبح ۹ سے ۱۲ اور شام ۴ سے ۷ بجے)

ج) حسن علی بک ڈپو۔ کھارادر د) محمد علی بک ڈپو۔ سولجر بازار

۸۔ نتائج کا اعلان اور تقسیمِ انعامات کا پروگرام یکم مئی ۲۰۱۴ء بروز جمعرات منعقد کیا جائے گا۔

۹۔ کتابچہ جمع کراتے وقت اپنے "ب" فارم/ شناختی کارڈ یا اسکول رپورٹ کارڈ/ فیس سلپ کی اصل یا فوٹو کاپی ضرور ساتھ لے کر آئیں۔

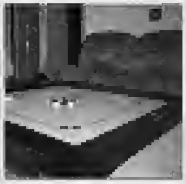

Limited time offer

HURRY UP!!

Green Island Women Wing (GIWW) invites ladies to become members and avail the facilities at very reasonable rates.

(Age limit: 12 years and above)

Packages	Activities	Fees
Package 1	Table Tennis, Striker, Mind Games	Rs.100/-
Package 2	Table Tennis, Striker, Mind Games, Gym	Rs.200/-
Package 3	Table Tennis, Striker, Mind Games, Gym, Yoga with instructor	Rs.350/-
Package 4	Only Gym	Rs.150/-

GIWW

Office Hours
9:00 am - 12:00 pm &
4:00 pm - 7:00 pm
Contact Us
021-32293742
Or you can message us on
0331-8955701
Address
G1,Al Jannat Valley Adjacent to
M.L. Tower Soldier Bazar no 1, Karachi.

اللغة العربية

Green Island
Online Teachings
(A Project of GIT)

عربی زبان سیکھیں

صرف تین ماہ میں عربی بولیں اور سمجھیں

ہفتہ وار کلاس

پہلے 10 طالب علموں کو

20%

ڈسکاؤنٹ

ماہانہ فیس: -/1,000 روپے

وقت: ۸ سے ۹ بجے شب

(+92)321 3880748
(+92)333 7155224
giot@greenislandtrust.org
onlineteachings.greenislandtrust.org

سوالات

۱۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی تاریخِ ولادت کے لئے ہمارے اکثر اصحاب کیا فرماتے ہیں؟

الف: بعثت کے ۵ سال بعد ہوئی
ب: بعثت سے دس سال قبل ہوئی
ج: بعثت سے ۵ سال قبل ہوئی
د: بعثت کے سال ولادت ہوئی

۲۔ رخصتی سیدہ سلام اللہ علیہا کے وقت جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس سے چلے تو دروازے کے کواڑوں کو پکڑ کر کیا فرمایا؟

الف: خدایا! ان کو اپنی حفاظت میں لے
ب: تم دونوں کو اور تمہاری نسل کو پاک و پاکیزہ رکھے
ج: ان کی اولاد میں برکت دے
د: الف، ب، ج تینوں درست ہیں

۳۔ بزبانِ سیدہ سلام اللہ علیہا، امورِ خانہ داری میں حضرت علی علیہ السلام، ان کی کس طرح مدد کیا کرتے ہیں؟

الف: مولا علیہ السلام پانی بھرتے تھے
ب: گھر کی صفائی میں مدد کرتے تھے
ج: چکی چلانے میں مدد کرتے تھے
د: الف، ب، ج تینوں درست ہیں

۴۔ سورۂ دھر کی آیات جو فضائلِ اہلبیت علیہم السلام میں نازل ہوئیں ان کا خوبصورت حصہ کیا ہے؟

الف: اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی تلخی ہر طرف پھیلی ہوئی ہے
ب: اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں
ج: ہم صرف اللہ کی مرضی کی خاطر تمہیں کھلاتے ہیں
د: الف، ب، ج تینوں غلط ہیں

۵۔ سلمان فارسیؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے ہوئے سائل کی ضرورت پوری کرنے کے لئے درِ سیدہ سلام اللہ علیہا پر آئے تو سیدہ سلام اللہ علیہا نے کیا جواب دیا؟

الف: سلمانؓ خود میرے بچے بھوک سے بلبلا کر سو گئے ہیں

ب: میں گھر آئی نعمت کو ٹھکراؤں گی نہیں

ج: اپنی چادر گروی رکھوادی

د: الف، ب اور ج تینوں درست ہیں

٦۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا جب عبادت کے لئے محراب میں کھڑی ہوتیں تو پروردگار عالم فرشتوں کو گواہ ٹھہراتے ہوئے کیا کہتا تھا؟

الف: میری کنیز کو دیکھو، میرے سامنے نماز کے لیے کھڑی ہے

ب: فاطمہ سلام اللہ علیہا تمام عالم کی عورتوں میں بہترین عورت ہے

ج: میں نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پیروکاروں کو دوزخ کی آگ سے مامون قرار دے دیا ہے

د: الف اور ج دونوں درست ہیں

۷۔ ایک بوڑھا سائل جس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھوک، بے لباسی اور خالی ہاتھ ہونے کا شکوہ کیا تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے شہزادی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر بلالؓ کے ساتھ بھجوایا، بتایئے اس روایت کا راوی کون ہے؟

الف: حضرت بلالؓ
ب: حضرت سلمان فارسیؓ
ج: حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ
د: حضرت عمار یاسرؓ

۸۔ اوپر ذکر کی گئی روایت کے مطابق حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اس سائل کو کیا دیا جسے فروخت کر کے اس بوڑھے سائل نے اپنی ضرورت پوری کی؟

الف: چادر
ب: بھیڑ کی کھال
ج: آٹے کی چکی
د: گلوبند

۹۔ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، مولا علی علیہ السلام کے ساتھ کتنے سال رہیں؟

الف: ۸سال چند ماہ　　ب: ۹سال چند ماہ

ج: تقریباً ۹سال　　د: تقریباً ۱۰سال

۱۰۔ سورۃ الاحزاب کی ۳۳ویں آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنے عرصے تک حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کے دروازے پر سلام کرتے رہے؟

الف: تقریباً ۶ ماہ　　ب: ۹ ماہ

ج: تقریباً ۷ ماہ　　د: ۸ ماہ

۱۱۔ حدیث کساء جو انتہائی درجہ معتبر ہے، اس کی سند میں کون کون سے علماء کا نام ملتا ہے؟

الف: احمد ابن فہد حلیؒ　　ب: شیخ صدوقؒ

ج: شیخ کاشف العطاءؒ　　د: الف، ب، ج تینوں درست ہیں

۱۲۔ حدیث کساء کی روایت میں کن بزرگ صحابہ کا نام ملتا ہے؟

الف: احمد بن ابی نصر بزنطیؒ　　ب: ابوبصیرؒ

ج: ابان بن تغلبؒ　　د: الف، ب، ج تینوں درست ہیں

۱۳۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق کون سی خاتون حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شفاعت سے داخل بہشت ہوگی؟

الف: جو اپنے شوہر کی اطاعت کرے　　ب: جو نماز، روزہ و حج بجالائے

ج: جو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت قبول کرے　　د: الف، ب، ج تینوں درست ہیں

۱۴۔ صحیح جملے کا انتخاب کریں؟ (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شجرہ)

الف: محمد بن عبداللہ بن شیبۃ الحمد بن عمرو　　ب: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم

ج: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن عبدمناف　　د: الف اور ب صحیح

۱۵۔ صحیح جملے کا انتخاب کریں؟ (حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا کا شجرہ)

الف: خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ　ب: خدیجہ بنت خویلد بن ہاشم بن عبد مناف

ج: خدیجہ بنت خویلد بن زائدہ بن احلم　د: خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد مناف

۱۶۔ سیدۃ النساء (عورتوں کی سردار) تاریخ میں کس کا لقب رہا؟

الف: حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا　ب: حضرت خدیجہ سلام اللہ علیہا

ج: حضرت حوّا سلام اللہ علیہا　د: الف اور ب صحیح

۱۷۔ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کی وفات کب ہوئی؟

الف: بعثت کے ۵ سال بعد　ب: ہجرت کے ۷ سال قبل

ج: بعثت کے ۵ سال پہلے　د: ہجرت سے ۵ سال پہلے

۱۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رخصتی کے وقت کس کو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو دلہن بنانے کا حکم دیا؟

الف: بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا　ب: بی بی ام ایمن رضی اللہ عنہا

ج: ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام ایمن رضی اللہ عنہا　د: ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا و زینب رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج

۱۹۔ یہ جملہ کس نے کس سے کہا: ''خداوند تعالیٰ تجھے پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہے''۔

الف: اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے　ب: رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پنجتن سے

ج: رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا سے　د: اللہ نے پنجتن سے

۲۰۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد علی علیہ السلام گھر میں بیٹھ گئے

الف: قرآن جمع کرنے کے لئے　ب: حق و باطل میں تمیز بتانے کے لئے

ج: حکومت وقت کے خلاف منفی مبارزہ کے لئے　د: تینوں صحیح

۲۱۔ سلمان فارسیؓ نے دختر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب اپنے گھر لوٹ جانے کی استدعا کی تو

الف: سیّدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کا حکم ہے اس لئے اطاعت کرتی ہوں

ب: سیّدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ صبر کرتی ہوں

ج: حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور گھر لوٹ آئیں

د: تینوں صحیح

۲۲۔ ہر ایسی زمین جو بغیر جنگ کئے ہوئے فتح ہو

الف: مسلمانوں کا مال ہے ب: مالِ غنیمت ہے

ج: سیدہ سلام اللہ علیہا کا مال ہے د: تینوں غلط

۲۳۔ فدک کے ذریعے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگجوؤں کو جنگ پر بھیجتے تھے اور اس کی آمدنی کو راہ خدا میں خرچ کرتے تھے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ:

الف: فدک سیّدہ سلام اللہ علیہا کا مال تھا ب: فدک سیّدہ سلام اللہ علیہا کا مال نہیں تھا

ج: فدک مسلمانوں کا مال تھا د: تینوں غلط

۲۴۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس بناء پر فدک جیسی قیمتی املاک سیّدہ سلام اللہ علیہا کو بخشی؟

الف: تاکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہدف کی ترقی میں استعمال ہو

ب: کیونکہ اللہ نے حکم دیا تھا

ج: تاکہ علی علیہ السلام فقراء و مساکین میں خرچ کریں اور علی علیہ السلام کے خلاف کدورت ختم ہو جائے

د: تینوں صحیح

۲۵۔ سیّدہ سلام اللہ علیہا کے رونے کا سبب

الف: اپنے بچوں پر پڑنے والے مصائب ب: بابا کی جدائی

ج: مستقبل میں حضرت علی علیہ السلام پر پڑنے والے مصائب د: تینوں صحیح

۲۶۔ سیدہ سلام اللہ علیہا پر پڑنے والے مصائب کا نتیجہ

الف: سیّدہ سلام اللہ علیہا کمزور وضعیف ہو گئیں   ب: سیّدہ سلام اللہ علیہا مسلسل بیمار رہنے لگیں

ج: سیّدہ سلام اللہ علیہا کا بچہ سقط ہو گیا   د: تینوں صحیح

۲۷۔ دعوتِ ذوالعشیرہ کے وقت حضرت علی علیہ السلام کی عمر مبارک کتنی تھی (تقریباً)

الف: ۸سال   ب: ۱۰سال

ج: ۱۳سال   د: ۱۴سال

۲۸۔ خلافت کے غصب کا نقصان

الف: سعادت اور خوشبختی سے دوری   ب: فتنہ اور فساد کا سبب

ج: نقصان اور نتیجہ بعد میں ظاہر ہوگا   د: تینوں صحیح

۲۹۔ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وصیت کے مطابق ان کی تشیعِ جنازہ میں شرکت کی اجازت کن کن کو نہ تھی؟

الف: جنہوں نے ہمارا حق غصب کیا   ب: جنہوں نے خلافت غصب کی

ج: جو جنازۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شریک نہ تھے   د: الف، ب، ج تینوں صحیح

۳۰۔ ''تیرے حسن علیہ السلام کو زہر دیں گے اور تیرے حسین علیہ السلام کو تلوار سے قتل کریں گے'' یہ جملے کس نے کس سے کہے؟

الف: اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

ب: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے

ج: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے

د: حضرت علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور ان کا مثالی خاندان

رجسٹریشن فارم

رجسٹریشن نمبر: ____PDF

نام: ______________________ جنس: ____________

والد/ شوہر کا نام: ______________ تاریخ پیدائش: ______________

ای۔میل: ______________ موبائل نمبر: ______________

پتہ: ____

میں نے کتابچے میں دیئے گئے قواعد وضوابط کو پڑھ لیا ہے اور ان پر عمل کروں گا/کروں گی۔

______________ ______________

دستخط امیدوار

دستخط والد/سرپرست

For Office Use

نام: ______________ رجسٹریشن نمبر: ______________

تاریخِ وصول: ______________ وصول کرنے والے کا نام: ______________

____

دستخط ومُہر

نوٹ:

۱) نتائج کے اعلان کے ایک ہفتے بعد تک انعامات وصول نہ کیے گئے تو ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

۲) انعامات وصول کرنے کے لئے اس Slip کو ساتھ لانا لازمی ہے۔